مولانا حکیم سیّد برکات احمد
سیرت اور عُلوم

محمُود احمد برکاتی

www.RazaKhaniMazhab.com

برکات اکیڈمی کراچی
۲۹۸ اے لیاقت آباد نمبر ۴ کراچی

سلسلے میں ایک گروپ سے اختلاف تھا تو علم غیب، تنقیص ابہامین طواف مزارات، بوسہ قبور وغیرہ کے سلسلے میں دوسرے گروہ کے علما سے آپ کے افکار مختلف تھے مگر امکان نظیر اور امکان کذب کے علاوہ کسی مسئلے میں بھی ازخود اظہار خیال نہیں فرمایا، دوسرے مسائل میں جب بھی اظہار خیال فرمایا تو بڑے اصرار اور بار بار کے تقاضوں کے بعد۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے بعض نظریات سے برملا اختلاف کیا تھا، لیکن ان کی سیرت کے سلسلے میں بارہا یہ واقعہ بڑے تاثر کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ والد ماجد (مولانا حکیم دائم علی) مولانا محمد قاسم کے خواجہ تاش تھے اس لئے ایک بار مجھے ان سے ملانے کے لئے دیوبند لے گئے تھے، جب ہم پہنچے تو مولانا پختہ کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا قلب ذاکر تھا اور ذکر بھی بالجہر کر رہا تھا۔

مولانا احمد رضا خان صاحب کا نام صرف ایک بار زبان قلم پر آیا تھا اور وہ بھی ایک خط میں (مولانا حافظ احمد موسیٰ امام مسجد ناخدا کلکتہ کے اصرار پر) مجھ کو نہ مولوی احمد رضا خان صاحب سے بحث ہے نہ اہل دیوبند سے کچھ تعرض ہے، میرے عقائد عقائد سلف ہیں اس سے اصلا تجاوز نہیں کرتا آج تک میں نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی تصانیف نہیں دیکھیں البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں، تفصیل ان کے عقیدے کی آج تک مجھ کو معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

ایک بار ایک صاحب نے بہت اصرار کیا تو ان کی تحریر فرمایا

انکار و گریز

مجھ کو ہمیشہ سے نفرت ہے کہ ایسے مسائل مختلف فیہا میں اپنی جان کو ڈالوں اور اپنی تصنیح اوقات ایسے مسائل غیر ضروریہ میں کروں (مکتوب بنام احمد موسیٰ صاحب (کلکتہ)

اشاراتِ فریدی

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

تحقیق و ترجمہ

مولانا سجاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

جمع و ترتیب

مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

فوت ہو گئے ہیں لیکن حاجی امداد اللہ صاحب جو بہت کامل بزرگ ہیں زندہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ دیوبند، دہلی، سہارنپور اور گنگوہ کے اکثر مجتہد علماء حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی حاجی صاحب کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہم۔[1] (حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہٗ کا مقام پیدائش ممکن ہے بقول حضرت خواجہ علیہ رحمۃ پانی پت ہو۔ لیکن بعد میں آپ تھانہ بھون میں رہتے تھے جو سہارنپور کے قریب ہے۔ پہلے آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ وصال شیخ کے بعد آپ حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر مرید ہونے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہو گئے۔ اگرچہ دار العلوم دیوبند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دار العلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کے حکم پر جاری ہوا۔ ہندوستان سے ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں آپ نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند فرمایا اور فوج تیار کر کے ان کے خلاف لڑتے رہے اور کئی ایک مقامات پر فتح بھی حاصل کی۔ ان تمام معرکوں میں سے شاملی کی جنگ زیادہ مشہور ہے جہاں آپ کی فوج نے انگریزی فوج پر فتح حاصل کی تھی۔ لیکن جب بالآخر انگریز غالب آ گئے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسمؒ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ لیکن مولانا رشید احمد صاحبؒ گرفتار ہو گئے تھے اور کافی عرصہ جیل میں

۱۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہم علمائے دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات ان کو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۳۰۰ھ تک دنیا بھر کے
ایک ہزار سے زائد حنفی علماء و فقہا کا مستند تذکرہ
اُردو میں اپنے موضوع پر واحد کتاب

حدائقِ حنفیہ

مولوی فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ مع حواشی و تکملہ
خورشید احمد خان

المیزان

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم[1] بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبدالسمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی : ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے، نام تاریخی آپ کا خورشید حسین ہے، علامہ عصر، فہامہ دہر، فاضل متبحر، مناظر، مباحث، حسن التقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ کا ذہن بھی سے ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، محنتی تھے۔ مکتب میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کر لیا۔ خط اس وقت بھی سب لڑکوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا، اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کیے۔ عربی آپ کو شیخ نوال احمد نے شروع کرائی پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہاں محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۶۰ھ میں مولوی مملوک العلی کے پاس دہلی میں جا کر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو شاہ عبدالغنی محدث سے پڑھا۔ جب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس رہے، پھر مطبع احمدی میں تصحیح کتب پر مقرر ہو گئے اور تحشیہ و تصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔

آپ کا قول ہے کہ بایام طالب علمی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں نکل کر جاری ہو رہی ہیں۔ جناب والد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔ ۱۲۷۳ھ میں حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۳ھ میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آ کر تدریس و تفسیر علوم میں مشغول ہوئے۔ سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے کہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب و طرائف تحقیقات ہر فن میں کرتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی چند دن تک ہو جاتی تھی۔ پادری تاراچند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ ۱۲۹۳ھ میں چاندپور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم وہاں جمع ہوئے تھے، اس میں آپ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف و موافق مان گئے۔ ۱۲۹۳ھ میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند سرستی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث وجود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا۔ پھر عیسائیوں سے تحریف میں

---

[1] مولوی محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبدالسمیع بن مولوی محمد ہاشم۔ (سوانح قاسمی)

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

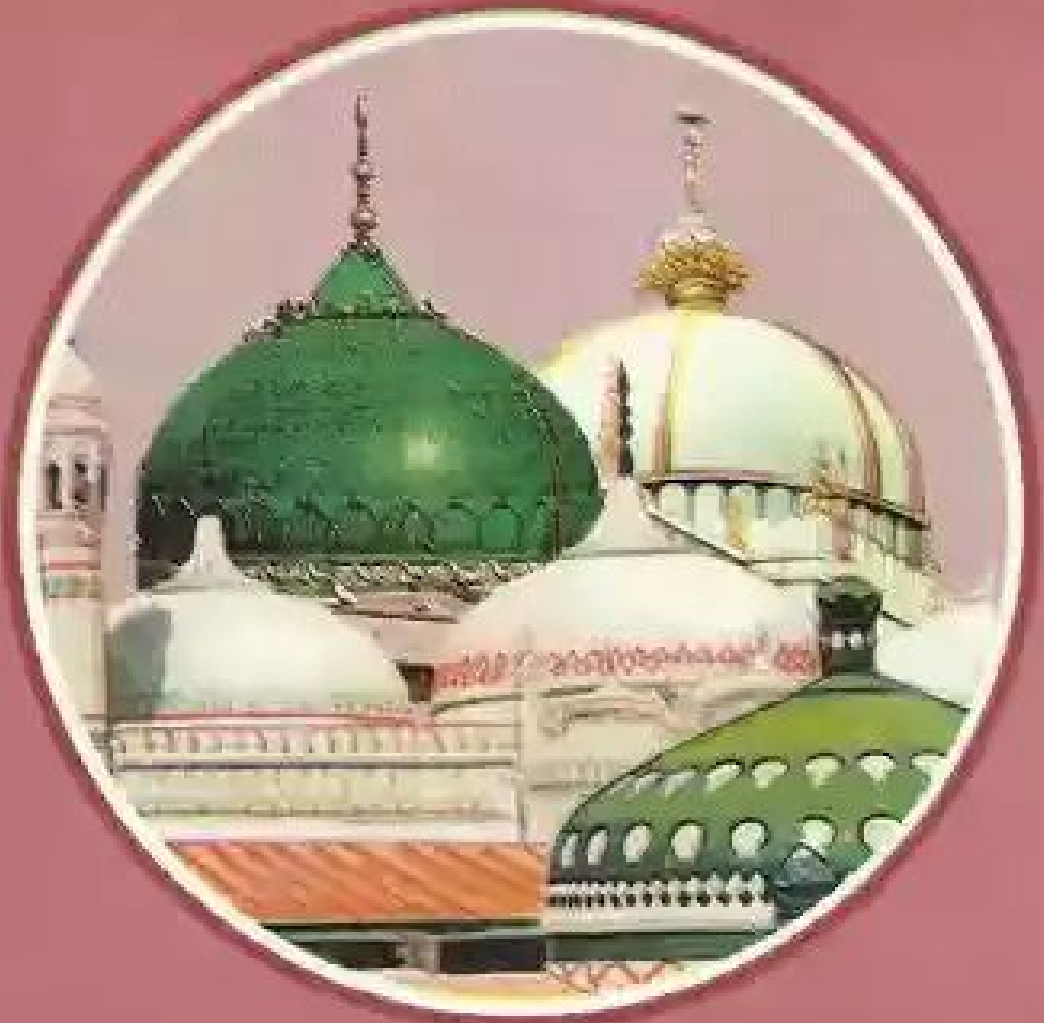

...کے بدن مبارک کی طرف غور جو کیا۔ تو نظر آیا کہ آپ کو سانس مطلق نہیں آتا۔ تقریباً دس یا ...منٹ تک یہی حال رہا۔ میں نے پریشان ہو کر سائیں محمد علی شاہ سے کہا کہ دیکھو تو حضرت کو ...س نہیں آتا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ حضور جاگ اٹھے اور آنکھ کھول کر فرمایا۔ کیا باتیں کر رہے ...میں نے وہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہم مدینہ شریف گئے ہوئے تھے۔ میں نے ...میں خیال کیا کہ شاید آپ خواب میں مدینہ شریف تشریف لے گئے ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ ...باطن سے میرے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ...بھی موجود ہیں جو نظر اٹھانے میں مدینہ شریف پہنچ جاتے ہیں۔ اور نظر نیچی کرنے میں یہاں ...آجاتے ہیں۔

...ب کی کیفیت:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری ادام اللہ تعالیٰ ...کہتے ہیں۔ کہ حضرت مخدومنا توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بر سبیل تذکرہ عاجز سے ...ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا ...ہیں۔ میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ ...حضور تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی ...علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا۔ مگر میں بے اختیار جا رہا تھا۔ آخر مولانا سے ...ہو گیا اور پہنچ گیا۔

...شریف کی برکت:

مولانا ممدوح اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز محمد مشتاق احمد نے حضرت عارف ...میں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا اس حالت میں دیکھا ہے کہ حضرت ممدوح بعد نماز عصر ...شریف پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا ...بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ۔ پڑھتے پڑھتے بعض وقت حضوری ہو جاتی تھی ...بے اختیار سر زمین پر جھکا دیتے تھے۔ گویا بے ہوش ہو جاتے تھے۔ عجیب فیض اس وقت وارد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

خزینۂ معرفت

المسمّٰی بہ

تذکرۂ عاشقِ ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالم باعمل
مجمع ہدایت چشمۂ ولایت غوث ربانی جنید زمانی شیر یزدانی محی الملت والدین حضرت مولینا مولوی
قبلہ و کعبہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

عالم لدنی و الف حقیقت ماہر طریقت یار غار حضرت مولینا و مرشدنا قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت مولینا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی سلمہ اللہ تعالیٰ

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانِ عالمگیرؒ اردو بازار لاہور

نے فرمایا ہم صوفی نہیں ہیں صوفی وہ ہوتا ہے جس نے اپنی نسبت شمس سے درست کی ہو یعنی آفتاب کیطرح اسکی شفقت عام ہو۔ اپنے بھرے اور آگ واپس کر دیا۔ جنید کہتا ہے بالکل درست فرمایا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ عام لوگ جس کی داڑھی لمبی دیکھتے ہیں۔ اسکو مولوی یا صوفی کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ صوفی کسے کہتے ہیں۔ عارف باللہ حضرت حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں جو نور ان صوفی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ درج کرتا ہوں۔ آپ نے رات دن میں چار صد سے چھ صد تک رکعت نماز اپنے اوپر فرض کر لی تھیں۔

ایک دفعہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ چار ہزار آدمی تھے۔ جب عذیب میں پہنچے۔ تب برہنہ سر اور ننگے بدن ایک سال دھوپ میں کھڑے رہے۔ جس سے ہڈیوں سے گوشت (مثل مچھلی) مچھل کر پتھروں پر گرتا تھا اور کھال پھٹی جاتی تھی۔ اور آپ وہاں سے حرکت بھی نہ کرتے تھے۔ ہر روز لوگ ایک پنی کا ٹکڑا اور ایک روٹی کی ٹکیہ آپ کو دیتے۔ آپ اس روٹی کے ٹکڑے کھا لیتے اور باقی روٹی انجیر میں رکھ دیتے اور فرماتے معرفت اس کا نام ہے۔ کہ تمام موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے۔

اور صوفی وہ ہے۔ کہ حق کے اشارے سے کام کرے۔ اور خود و بیان سے محو ہو جائے۔ اور فقیر وہ ہے کہ ماسوائی اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ جب حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمۃ کو قتل کرنے کی اجازت دینے کے لیے سولی پر لے گئے۔ تب حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے کہا۔ اے منصور تصوف کیا شے ہے آپ نے فرمایا۔ کہ ادنیٰ درجہ تصوف کا یہ ہے۔ کہ جو تو میرا حال دیکھ رہا ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔ بلند ترین درجہ کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

دیوبند میں چار نوری وجود

مولانا مولوی انور علیشاہ صاحب صدر مدرس دیوبند مع اہ مولوی احمد علی صاحب حاجی امیر شریف شریف حاضر ہوئے۔ اور حضرت میانصاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے۔ اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپنے مولانا اور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر تک اور موٹر سے تک حضرت میانصاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میانصاحب علیہ الرحمۃ کو کہا۔ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیریں۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہیں۔ پھر میرے جیسے فقیر سے فرماتے ہیں کہ میری کمر پر ہاتھ پھیریں۔ اور حضرت میانصاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔

صاعقۃ الرضا علی اعداء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

المعروف

مطالعہ بریلویت کی جھلکیاں

ڈاکٹر خالد محمود اپنے علم و حواس کے آئینے میں

خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری صبری مدظلہ العالی

از

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا۔ سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگو تم کیا کہتے ہو۔ میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔"

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص ۳۲۲)

نمبر ۱۔ سائیں توکل شاہ انبالوی ان پڑھ بے علم، علماء دیوبند کے پرستار فضلہ خوار ہیں۔

نمبر ۲۔ عالم غیب اور عالم شہادت دونوں عالم مختلف ہیں۔ یہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے وہ عالم شہادت میں ہے اور اس کے ماوراء عرش و کرسی، لوح محفوظ وغیرہ عالم غیب میں ہیں۔

نمبر ۳۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے ثابت کرنے کے لئے سائیں توکل شاہ کے پاس علم ہوتا تو عالمانہ دلائل پیش فرماتے اب چونکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھ دیا کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے چنانچہ سائیں توکل شاہ نے جب چاہا گردن جھکادی اور غیب کا علم حاصل کر لیا۔ فرمایا لوگو!

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

تذکرۂ اکابرِ اہلسنّت

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

نوری کتب خانہ لاہور

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

فخرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا علامہ محمد نور بخش توکلی قدس سرہ

مولانا نور بخش توکلی ۱۳۰۵ھ/۱۸۷۷ء میں کوچک قاضیاں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا۔ علوم دینیہ سے والہانہ محبت کا عالم یہ تھا کہ میونسپل بورڈ کالج کے پروفیسر ہونے کے باوجود مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کے پاس حاضر ہوتے اور طلباء کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر و حدیث اور فقہ کا درس لیتے۔

جن دنوں آپ محمڈن سکول انبالہ کے ہیڈ ماسٹر تھے حضرت خواجہ توکل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ مولانا مرحوم سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ آپ ہی کی مساعیٔ جمیلہ سے متحدہ ہندوپاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔

آپ ایک عرصہ تک جامعہ نعمانیہ لاہور کے ناظمِ تعلیمات رہے اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج کے شعبۂ عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ کچھ مدت کے بعد کالج سے مستعفی ہو گئے۔ حضرتِ علامہ نے تصانیف کا قابلِ قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روافض اور غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب)

۲۔ سیرتِ رسول عربی

۳۔ تحفۂ شیعہ، دو جلد (ردِ شیعہ)

۴۔ سیرتِ غوثِ اعظم

۵۔ شرح قصیدہ بردہ عربی

۶۔ " " " اردو

۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبند۔

بزمِ حیرانِ زید

در جوابِ بزمِ جمشید

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

مُصنّف

مولانا حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی ۶

Marfat.com

۱۔ گہ رشک برد فرشتہ بر پاکیٔ ما — گہ طعنہ زند دیو بہ ناپاکیٔ ما

۲۔ ایمان بہ سلامت چو لب گور بریم — اَحْسَنْتَ بریں چستی و چالاکیٔ ما

(۱) کبھی ہماری پاکی پر فرشتہ رشک کرتا ہے۔ کبھی شیطان ہماری ناپاکی کا طعنہ دیتا ہے

(۲) اگر ایمان کو صحیح و سالم قبر کے کنارے تک لے جائیں۔ تو ہماری یہ چستی اور چالاکی کیا ہی خوب ہے

مولوی رشید احمد کی موت ایسا زخم ہے کہ اس کا مرہم نہیں۔ اس وقت میں، عالم، صالح، دیندار، عنقا کے حکم میں ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ دینداروں پر ایک ہزار افراد کے مرنے سے ایسے ایک شخص کا مرنا بھاری ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مصیبتنا فی دیننا وَلَا تجعل الدنیا اکبر ھمنا وَلَا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا مَنْ لا یرحمنا۔ والسلام

سہ شنبہ ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ۔

۸۔ فارسی میں ہے۔ حاجی عبداللہ خان مُہر کن ساکن کشمیر کو ارسال فرمایا۔ آپ کے نہایت قدیم مخلصین میں سے ہیں۔ انھوں نے ایک مُہر آپ کے واسطے اور دو ہم تینوں بھائیوں کے واسطے عقیق پر نہایت خوشخط اور نفاست سے کندہ کرا کے ڈاک کے ذریعہ کوئٹہ ارسال کیں۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا والحقہ بعبادہ الصالحین المکرمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حاجی عبداللہ کا خط رجسٹری شدہ ملا۔ الحمد للہ رب العالمین اس تحریر کے وقت تک یہاں ہم سب تینوں فرزندان۔ بلال بن عبداللہ بن عمر و زید بن عبداللہ بن عمر و سالم بن عبداللہ بن عمر اور ان کی والدہ اور ہمشیرگان اور جمیع متعلقین خیر و عافیت سے زندہ ہیں۔ شب یکشنبہ پنجم شعبان دہلی سے کوئٹہ کو لاہور کے راستہ سے روانہ ہوئے اور سہ شنبہ کے دن ظہر کے بعد ۷ شعبان کو کوئٹہ بلوچستان اپنے گھر پہنچے۔ امید ہے۔ انگوٹھی اور نگینہ عمدہ تیار کیا ہوگا۔ جتنا بھی کر سکو تعظیم اور ادب کے ساتھ اپنے باطن میں اللہ کی یاد کرتے رہو۔

(آپ کے اشعار ہیں)

یَا غِیَاثِیْ وَخَیْرَ مُلْتَحَدِیْ — لَیْسَ لِیْ مَنْ یُغِیْثُ مِنْ اَحَدٍ

عَافِنِیْ رَبِّ وَاعْفُ عَنْ فَنَدِیْ — رَبِّ وَاغْسِلْ خَطَایَ بِالْبَرَدِ

وَعَنِ الدِّیْنِ لَا تُزِلْ قَدَمِیْ — وَاَقِلْ عَثْرَتِیْ وَخُذْ بِیَدِیْ

وَارْضَ عَنِّیْ رِضًا بِلَا سَخَطٍ — وَعَنِ الْوَالِدَیْنِ وَالْوَلَدِ

وَارْحَمْ اَبْنَائِیَ الثَّلَاثَ بِلَا — لًا وَزَیْدًا وَسَالِمًا وَلَدِیْ

اَخَوَاتٌ وَوَالِدَانِ لَھُمْ — فَاحْفَظِ الْکُلَّ رَبِّ مِنْ نَکَدٍ

ummathemuhammedmya.blogspot.com

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل: ۴۳)
فتاویٰ مظہریہ
ummathemuhammedhiya.blogspot.com
مرتب
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی، ایل ایل بی
مسعودیہ
۵۰۶/۲، ای، ناظم آباد، کراچی
ادارہ اسلامی احمدیہ
فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

ummathemuhammedhiya.blogspot
.com

اے نبی کی عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں اگر تم پرہیز رکھو۔

(۱۵)

تقویۃ الایمان میں ایک جگہ مولانا اسمٰعیل تحریر کرتے ہیں :-

بشر رسول بن کر بھی بشر ہی رہتا ہے ——— نبی بن کر بشر میں خدائی شان نہیں آجاتی ——— بشر کو بشریت ہی کے مقام پر رکھو (ص - ۶۲)

اقول

حق تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام بشریت سے مقام رسالت پر فائز کیا اور پھر خاتم النبیین کے مقام رفیع پر سرفراز فرمایا۔ اس سرفرازی و سربلندی کو دیکھتے ہوئے ایک اہل ایمان کو تو یہ کہنا چاہیئے کہ رسول بشر ہوتے ہوئے بھی رسول ہی رہتا ہے۔ رسول بن کر وہ صفات الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے۔ رسول کو رسول ہی کے مقام پر رکھو۔ مشرکین عرب نے بشر کو بشریت ہی کے مقام پر رکھا۔ اس لئے وہ ایمان جیسی متاع گراں بہا سے محروم رہے۔ قرآن حکیم میں شہادتیں موجود ہیں مگر بعض حضرات نے حقیقت محمدیہ اور مقام رسالت کی عظمتوں کو سمجھ لیا اور سمجھ لیا وہ دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ پس عظمت انبیاء کا احساس جزو ایمان ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے متعدد مقامات پر ابتداء سے لے کر انتہا تک عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار بیان کیا ہے تاکہ نفس عظمت دل پر مرتسم ہو جائے۔

مولانا اسمٰعیل کے متذکرہ بالا اقوال کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا ایک بڑا طبقہ بدول ہو گیا۔ لیکن بعض علماء شان اقوال کی پُرزور تائید کی اس لئے جانب مخالف کی بددلی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ورنہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جن اقوال سے شان رسالت مآب میں ذرا بھی تنقیص [illegible] کر دیا جاتا یہ خود صاحب کتاب کی دنیا و عاقبت کے لئے بہتر ہوتا۔ افتراق و [illegible] بجائے خود ایک بدترین جرم ہے کروڑوں کا سماں سامنے آتا مگر ایسا نہیں کیا گیا اور ازکار تاویلات سے کام لیا گیا۔ مثلاً ہم مولانا گنگوہی کے دو اقوال نقل کرتے ہیں۔

(۱) سائل نے مولانا اسمٰعیل کے اس قول کے بارے میں استفسار کیا :-

یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

مولانا گنگوہی جواباً فرماتے ہیں :-

اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص - ۴۳)

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

امور دنیا سے قطع نظر امور عقبیٰ کو دیکھئے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت زدہ امتیوں کے جائے پناہ ہوں گے، یہ وہ وقت ہوگا جب کسی نبی کے دامن میں پناہ نہ ملے گی ہاں حضور کے دامن رحمت میں ضرور پناہ ملے گی اور آپ اپنے امتیوں کی بخشش کے لئے دربار الٰہی میں حاضر ہونگے اور مقام محمود پر فائز ہوں گے، ترمذی شریف اور دوسری کتب احادیث میں یہ طویل حدیث موجود ہے، پس اگر علامہ بوصیری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدح میں فرمایا کہ مالی الوذ بہ سواک الخ تو یہ تو قرآن و حدیث کے عین مطابق اور منشاء ربانی کے عین موافق ہے، خود صحابہ کرام سے اس قسم اقوال و اشعار منقول ہیں، چنانچہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے رجزیہ اشعار میں ایک شعر یہ بھی تھا ؎

فاغفر فداء لک ما ابقینا
وابقین سکینۃ علینا

تو حضور بخش دیجئے، جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں، ہم حضور پر قربان، اور ہم پر سکینہ اتاریئے۔

وثبت الاقدام ان لاقینا
ونحن عن فضلک ما استغنینا

جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محسن و مشفق عم محترم حضرت ابو طالب حضور کی شان اقدس میں فرماتے ہیں:۔

تلوذ بہ الھلاک من آل ھاشم
فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل

بنی ہاشم تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں، ان کے پاس نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔

(تصحیح العقائد، ص-۶۱)

اس باب میں جن علمائے دیوبند کے معتقدات کے بارے فتوے لیے گئے ہیں وہ سب ان اقوال کے مؤید ہیں تھے کسی نے تردید نہیں کی، بلکہ تاویلات سے کام لیا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جیسا متبحر عالم بھی شیخ نجدی کے ان واضح اقوال کے باوجود ایک سوال کے جواب میں تحریر کرتا ہے:۔

محمد بن عبدالوہاب کے معتقدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے [illegible] تھے، اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے معتقدین اچھے ہیں، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان

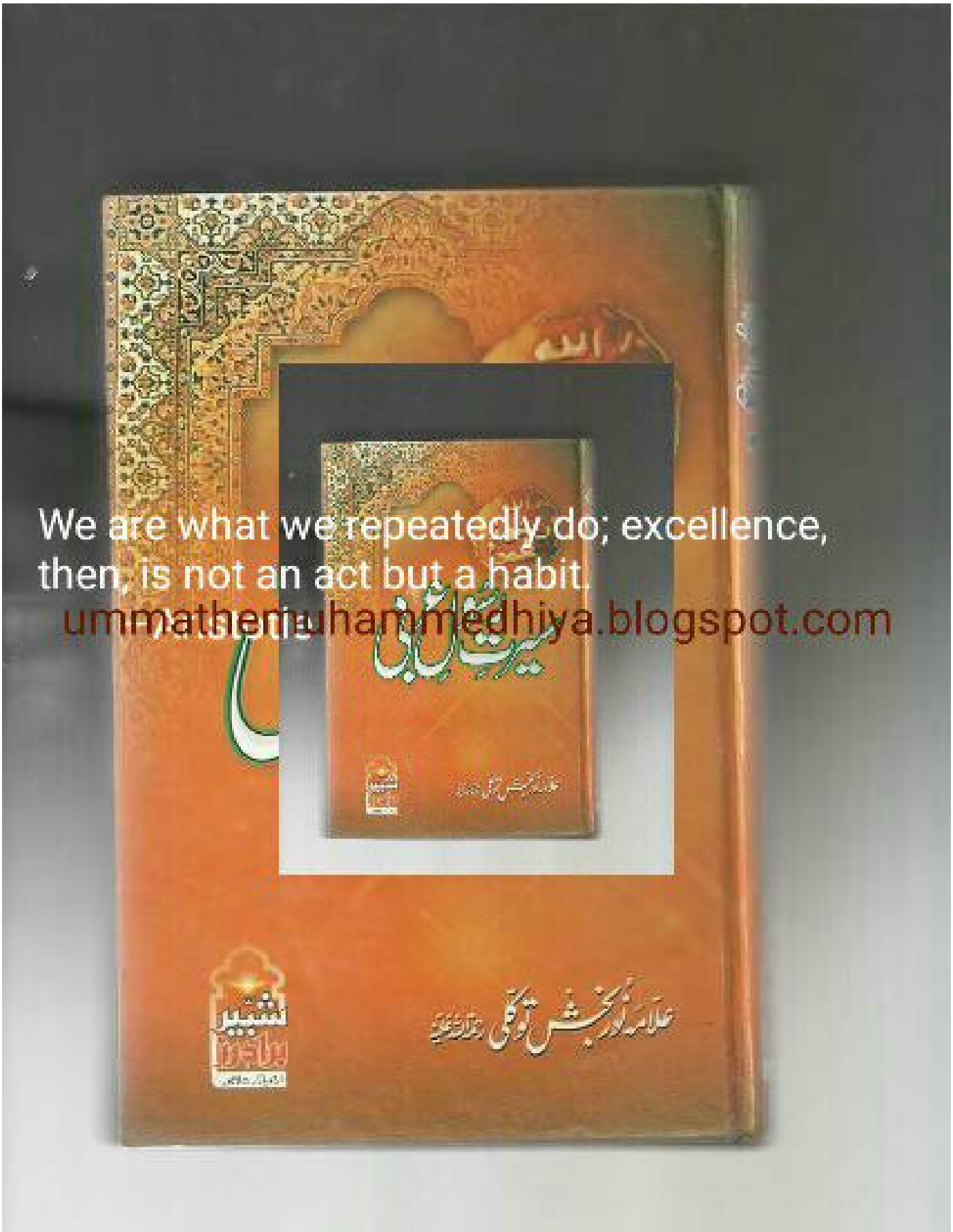

We are what we repeatedly do; excellence, then, is not an act but a habit.
ummatherisuhammedhiya.blogspot.com

عظم الکرب ولی فیک رجاء فیه یا ربّ فرّج کربی
(مقالات وفیہ)

"یارسول اللہ! ﷺ میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جود و کرم ہے۔ یا نبی اللہ ﷺ یا سید الانبیاء ﷺ۔ آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ و غم بڑا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور ﷺ کے طفیل سے میرا غم دور کردے"۔ (مقالات وفیہ)

● حضرت حافظ شاہ محمد امداد اللہ رحمہ اللہ دربار نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم — ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر — میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہازامت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ

(رسالہ دردنامہ غمناک)

● مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ — قضائے مبرم و مشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت — جہاں کا تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس رضی اللہ عنہ کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں 18ھ میں جسے عام الرمادۃ کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا۔

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطّاب رضی اللّٰہ عنه

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

فوز المقال فی خلفاء پیر سیال

۱۴۱۰ھ

اشراف الاولیاء ثانی لاثانی حضرت

خواجہ حافظ محمد دین سیالوی قدس سرہ العزیز

اور ان کے خلفائے کبار کی دینی، علمی، تدریسی، ملی
سیاسی، اصلاحی، روحانی اور عمرانی خدمات کا جائزہ

جلد دوم

تالیف لطیف

حاجی محمد مرید احمد چشتی

ملنے کا پتہ
سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی
بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمر السلام علیہ
ایس ٹی ۳۱ بلاک نمبر ۲ کہکشاں گلشن کراچی

ummathemuhammedhiya.blogspot.com
marfat.com

آپ اندازاً ۱۲۷۵ھ کو گنجہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم

حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر علوم متداولہ حضرت مولانا شاکر محمد رحمۃ اللہ علیہ متوطن ڈیرہ غازیخان سے حاصل کئے۔ کافیہ کی کتاب حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی بعد ازاں کتب صحاح ستہ کا درس مولوی رشید احمد گنگوہی سے لیا۔ گنگوہ میں صحاح ستہ کے سبق میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

۱۔ مولانا محمد ابراہیم ڈوگری ساکن ڈوگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۲۔ مولانا حافظ نور عالم ساکن چنن تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۳۔ مولانا محمد عبداللہ جہلمی، ضلع جہلم

طریق السالکین کے صفحہ ۵۴ پر خود لکھتے ہیں۔

الحمد للہ العلام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام وعلی الہ واصحابہ الکرام امابعد، راجی الطاف معبود بندہ محمود غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ میگوید کہ مسکین پُر ہجراں خاکبوس خدا پرستان وجان نثار زندہ دلان از وطن خویش دُور دُور رفتہ فیض خدمت اساتذہ کرام یافتہ وشرف حصول علوم برداشتہ اما اکثر علوم متداولہ از جناب والا خطاب زبدہ فاق عمدہ اخلاق خواص دقائق کشاف حقائق شمس العلماء سراج الفضلا برگزیدہ بارگاہ صمد مولانا مولوی شاکر محمد صاحب متوطن ڈیرہ غازیخان طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ حاصل نمودہ وکتب صحاح ستہ بخدمت رئیس المحدثین زبدۃ المفسرین پسندیدہ احد مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دام برکاتہ انجام رسانیدہ ودراں زمان کہ فقیر در گنگوہ سکونت پذیر بود چیدہ چیدہ اہل استعداد ان نکتہ شناس وصاحب علمان والا قیاس از دیار بنگال وہندوستان وپنجاب وخراسان شریک دورہ حدیث بودند ازاں جملہ مقبول بارگاہ کریم

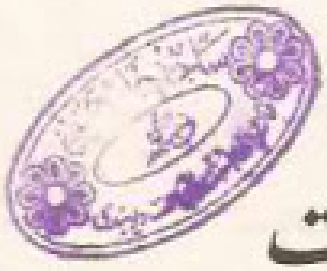

سوانح حیات

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین غوث زماں مجدد دوراں ابوالعرب سنوسی ہند امیر ملت قبلہ عالم

اعلیحضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

مرتبہ مرتب بہ اسم تاریخی

سیرت امیر ملت

۹۱ ھجری ۱۳

مصنفہ

حضرت جوہر ملت جناب الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی

(نبیرہ حضرت امیر ملت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ)

ترتیب و تسوید

از پروفیسر محمد طاہر فاروقی ایم۔اے (فارسی و اردو) ڈکتور ادب (جام)

سابق پروفیسر و صدر شعبہ اردو۔ پشاور یونیورسٹی پشاور

سے ملنے شیخ بڈھا کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ایک حجرہ میں بیٹھے اپنا سبق یاد کر رہے ہیں۔ مٹی کے لوٹے کے اوپر روٹی رکھی ہے۔ روٹی کا لقمہ توڑ کر نمک مرچ لگا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں۔ اور مطالعہ جاری ہے۔ تھوڑی دیر باہر کھڑے ہم یہ مشغل دیکھتے رہے۔ اور خوش ہوئے کہ ایسی محنت ہو تبھی اعلیٰ پڑھائی ہو سکتی ہے۔ اچانک صاحبزادہ صاحب کی نظر ہم پر پڑی تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ محبت اور عزت سے پیش آئے۔ کھانے کی تواضع کی۔ مگر ہم کھانا کھا کے ان کے پاس گئے تھے۔ اس لئے معذرت کر دی۔ اور کہا کہ ہم آپ سے ملنے اور آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے۔"

سفرِ دہلی

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درسِ نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سراج الملت فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سند عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انھوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور آپ کے لئے دعا کی۔ (یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے)

ایک دفعہ مولوی محمد عالم صاحب خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت کی ہم رکابی میں کہیں جا رہے تھے۔ آپ بازار سے گزرتے ہوئے ایک دوکان کے سامنے رُک گئے۔ تو مولوی صاحب نے رُکنے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے

www.Haqforum.com

کا پورا بار آپ خود برداشت کرتے تھے۔ نیز دوسروں کے جاری کردہ دارالیتامیٰ کی سرپرستی اور امداد میں خاطر خواہ حصہ لیتے تھے۔ "انجمن نعمانیہ لاہور" کے قایم کردہ مدرسہ اور یتیم خانے کی آپ نے بیش قرار اعانت فرمائی ہے۔ سیالکوٹ اور نوشہرہ کے یتیم خانوں کی سرپرستی کا حال بھی معلوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن لاہور کو بھی حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی اور اعانت حاصل رہی غرض دینی، قومی اور فلاحی اداروں کی سرپرستی اور امداد و اعانت میں حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ مدت العمر انہماک کے ساتھ مشغول رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے جن کانفرنسوں اور اجلاسوں کی صدارت فرمائی ان کی تعداد شمار سے بالاتر ہے۔ تحریک پاکستان، جمعیۃ العلمائے ہند، سنی کانفرنس، خلافت کانفرنس، سارداایکٹ، مسجد شہید گنج۔ اور فتنۂ ارتداد میں حضور کی قیادت کا ذکر آئندہ علیحدہ ابواب میں آئے گا۔ طرابلس فنڈ اور بلقان فنڈ میری ابتدائی زندگی کے واقعات ہیں۔ اس لئے مجھے ان کی تفصیلات سے آگہی نہیں۔ مگر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کئی خطبات میں خود اس کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "قومی کارنامے" [illegible] حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حصہ لیا تھا۔ ذاتی طور پر میں تفصیلات سے بے خبر ہوں۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے کارنامے دیکھتے ہوئے اتنا بآسانی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے طرابلس فنڈ اور بلقان فنڈ میں بھی حسب عادت جیب خاص سے عطیات مرحمت فرمائے۔ اور آپ کے احباب و یارانِ طریقت نے بھی وافر رقوم پیش کیں۔

www.Haqforum.com

قارئین کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ اس صدی کے آغاز ہی میں نہیں، [illegible] عظیم سے پہلے تک ہندوستان میں روپیہ کی کیا قدر و قیمت تھی۔ اس زمانے کا ایک روپیہ آج کے زمانے کے پچاس روپے سے زیادہ کارآمد ہوتا تھا۔ ارزانی تھی، پھر موجودہ دور کے گرانی کے اُلجھاوے اور افراطِ زر کی پیچیدگیاں نہ تھیں۔ ان دنوں کے سو روپے آج کے ہزار کے دس ہزار کی قیمت رکھتے تھے۔ لاکھوں کی بات اس زمانے میں حیرت تک ہوا کرتی تھی۔

مجلس احرارِ اسلام

مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک [illegible] ہے تو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکن میں تشریف

[illegible] نے فوراً پانچ سو روپیہ مجلس احرار کے لئے ارسال کیا۔ اور یارانِ طریقت کو اس تحریک میں حصہ [illegible] کا حکم دیا۔ چنانچہ یارانِ طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا۔ اپنی خدمات [illegible] پیش کیں اور جلسے کر کے چندے کئے اور وہ رقمیں مجلس احرار کو ارسال کیں۔ یاروں میں بہت [illegible] میں گئے۔ خلفا میں سے مولوی امام الدین صاحب، پیر ولایت شاہ صاحب، منشی احمد دین [illegible] ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی بذاتِ خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے۔ [illegible] نے ہزارہا روپیہ نقد اور ہزاروں روپیہ کی مالیت کے زیورات مجلس کے فنڈ میں ارسال [illegible] قید ہوئے تو دوسروں کی طرح ان میں سے کسی نے معافی نہیں مانگی۔ یارانِ طریقت اور خلفا [illegible] قید و بند کی پوری مدت گزار کے رہا ہوئے۔ جب حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد [illegible] آئے تو مجلس احرار کے زعما اظہار تشکر کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے اس [illegible] پانچ سو روپیہ کا عطیہ مرحمت کیا۔

[illegible] کانفرنس لائل پور کے خطبہ صدارت کا ایک مختصر اقتباس پہلے آچکا ہے حضرت [illegible] علیہ نے اپنی ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ

[illegible] زمانے میں ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبۂ اسلامی مفقود نظر آتا تھا میں [illegible] زمانے میں بھی اپنے فرائض ادا کرتا رہا۔ حجاز ریلوے کے لئے چندے کی فہرست [illegible] ہندوستان میں سب سے پہلے مجھے یہ فخر حاصل ہوا کہ سلطان عبدالحمید خان غازی [illegible] کے دستخط خاص سے پانچ اسناد عطا ہوئیں۔ ارسال کردہ رقوم کے لئے مجھے [illegible] (علی گڑھ یونیورسٹی میں کئی لاکھ جمع کرایا) ۔ طرابلس فنڈ ۔ بلقان فنڈ ۔ [illegible] اور دیگر مواقع پر میں نے کافی سے زیادہ چندہ جمع کیا۔ اور اپنے یارانِ طریقت [illegible] میں نے آج تک ساڑھے سترہ سو روپے اپنی جیب سے خلافت کے لئے [illegible] اور جو سرمایہ میرے یارانِ طریقت نے میرے کہنے سے جمع کر کے بھیجا [illegible] ہے۔ .....

[illegible] ایک بات اور یاد آگئی۔ جب آغا خاں یونیورسٹی کے لئے جلسے کرتے پھرتے [illegible] انھوں نے امرتسر میں جلسہ منعقد کیا۔ میں اس جلسے کا صدر تھا۔ میاں محمد شفیع

www.Haqforum.com

کے لئے آئے تھے۔ انھوں نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "میں نے سنا ہے اہلِ لاہور سے آپ بیزار ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟" آپ نے فرمایا "مولوی صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں" مولوی صاحب نے کہا "جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں۔ یہی میرا عقیدہ ہے۔ میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کرسکتا ہوں" حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوگئے اور آپ نے علامہ صاحب کو گلے لگا لیا۔ اور فرمایا آپ میرے بھائی ہیں۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر فرمایا "علامہ شبیر احمد صاحب میرے بھائی ہیں۔ خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ ہو۔ میرے سامنے انھوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کردی ہے" مولوی صاحب حضرت کے اخلاقِ کریمانہ سے بہت متاثر ہوئے۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بلند روحانی مدارج

دربارِ خداوندی اور سرکارِ نبوی میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو کیا بلند رتبہ حاصل ہوا ہم کو کیا علم ہوسکتا ہے۔ یہ البتہ ہم جانتے ہیں کہ دین کی خدمت اور سنتِ نبوی کی اشاعت کرنے والوں کے لئے مدارج بلند کے وعدے کئے گئے ہیں۔ اور محبتِ الٰہی میں سرشار رہنے والوں کا رتبہ اعلےٰ وارفع بتایا گیا ہے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ساری عمر تبلیغ و ارشاد اور خدمتِ دین و ملت میں صرف ہوئی۔ اس کا صلہ یقیناً بارگاہِ رب العزت سے عطا ہوا اور آپ ان مراتب بلند اور درجات عالی پر فائز ہوئے اور آپ کو اخص الخواص کا سب سے اعلےٰ مقام مرحمت ہوا۔

حضرت قبلۂ عالم کا آخری درجہ پانا

حضرت قبلۂ عالم کے وصال کے بعد مولوی عبدالرشید کو جو عرصہ دراز تک علی پور سیداں کے مدرسے میں مدرس رہے آپ کی زیارت ہوئی انھوں نے دیکھا کہ آپ نہایت شاندار لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے مولوی سے فرمایا "مولوی! میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں۔ مجھے چھتیسویں درجے کا خلعت مجھے آج عطا ہوا ہے" اس

[illegible]

مواعظ

تالیف

صدر مدرسہ اعلام نظام الدین [illegible]

[illegible]

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۴۰

جملہ حقوق بحق اسلامک بک فاؤنڈیشن - لاہور

ناشر ——— اسلامک بک فاؤنڈیشن - لاہور
طابع ——— مکتبہ جدید پریس لاہور
خطاطی ——— محمد عبدالرحمٰن سعیدی معظمی
تقسیم کار ——— المعارف گنج بخش روڈ - لاہور
سال اشاعت ——— ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء
تعداد ——— ایک ہزار
قیمت ——— روپے
مجلد روپے

بسعی واہتمام:

محمد ارشد قریشی

ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم اسلامیہ)

اعزازی ڈائریکٹر : اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹-این سمن آباد - لاہور ○ فون ۵۱۵۲۴۰

واحد تقسیم کار: "المعارف" گنج بخش روڈ، لاہور

حضرت کو بیٹھنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اُس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب، حضرت کے سامنے مؤدبانہ طور سے دوزانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین وارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے دارالعلوم کے لیے دوسو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور تمام عالمِ اسلام کی کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرینِ دیوبند عام طور سے صاحبِ نسبت تھے۔ چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحبِ ارشاد تھے پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتۂ اخوت ومودّت فی مابین استوار تھا۔

یا اللہ، یا محمدؐ کا جھگڑا

برِصغیر کے مسلم سوادِ اعظم ——— یعنی اہلسنّت وجماعت کے اکابرین میں جب مذہب کے بنیادی امور پر جھگڑا پیدا نہ کیا جاسکا تو بعد میں رفتہ رفتہ، غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے فروعی اختلافات بڑھا چڑھا کر اُٹھائے جانے لگے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نعتیہ قصیدے میں کسی مقام پر یا محمدؐ کا استعمال ملتا ہے۔ ادھر سیال شریف کے روضے میں اللہ، محمدؐ کا طغریٰ بغیر لفظِ "یا" کے لکھا ہوا تاحال موجود ہے۔ پھر ذرا نسبتاً کھُلے سماج میں دیکھیں تو بسوں، ٹرکوں،

اصولِ تکفیر

تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآرا تحریر

تالیف

پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ پیر محمد چشتی مدظلہ

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء و النسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔ (الا من وفقہ اللہ عزوجل)

﴿افسوس بالائے افسوس﴾

اُصول تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ''تکفیر کے اُصول'' میں اپنے پیر کی ایک ایسی بات کی تصدیق وتوثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل ونقل سے بھی متصادم ہے۔ محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم ونگرانی میں شائع ہوا ہے۔ اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے ''تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ، جلد سادس'' کا عنوان دیکر اُس کے تحت لکھا ہے:

''یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کیلئے أحوط واسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے جس کو

''مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی''

اِس سے بھی زیادہ قابل افسوس مفتی محمد شفیع مرحوم کا اُصول تکفیر کے حوالہ سے اِس کی تحسین کرنا ہے، اِس عجیبہء زمان بے احتیاطی ونا اُسلمی کو اَحوط واسلم کہہ کر اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ الٰہیات کے حوالہ سے جب ہمارے دینی مدارس کے ساتھ تو وابستہ اکابر کی بے اعتدالیوں، بے احتیاطیوں اور معکوس عملیوں کا یہ عالَم ہے تو پھر اصاغر کا خدا ہی حافظ۔ سچ کہا گیا ہے؛

ہمیں اکابر و ہمیں رہنما
عمل اصاغر معکوس شدہ

اکفار الملحدین سے لے کر مفتی محمد شفیع کی ''وصول الافکار الی اصول الاکفار'' تک اِس موضوع میں لکھی گئی مذکورہ تصنیفات سے ملنے والی افسردگیوں سے برعکس جن سینکڑوں تصنیفات سے اِس کتاب کی تدوین میں ہم نے رہنمائی لی اُن میں قرآن وسنت کے بعد حضرت ابن ہمام کی مسامرہ، امام احمد رضا خان کی تمہید ایمان اور فتاویٰ رضویہ، میر سید السند کی شرح مواقف، امام سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد وشرح مقاصد اور حافظ ابن تیمیہ کی فتاویٰ کبری اور کتاب الایمان، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرفہرست ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کرتے ہیں کہ ہماری یہ کاوش جملہ مکاتب فکر اہل اسلام کیلئے بالعموم اور دارالافتاء کے ذمہ داروں کیلئے بالخصوص اُصول تکفیر کے طور پر کامل رہنما ثابت ہوگی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

علی کہتے تیری تن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ عالم مجدد دین و ملت

واقف اسرار معرفت حضرت علامہ سید

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب ——— تذکرۂ تاجدارِ گولڑہ

تالیف ——— محمد شباب القادری

ناشر ——— محمد مشتاق احمد

مطبع ——— اسلم عصمت پرنٹنگ پریس

قیمت ——— 60 روپے

ناشر ———

مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

نے سخت کی فرمائش و اصرار کے باوجود گواہی دینے سے انکار کر دیا اور علی شاہ سے کہا، آپ اسے قید کرانا چاہتے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پہلی بیعت پیر صاحب قبلہ ہی کے دست مبارک پر کی۔ اور اپنے لیے صحت یابی کی خواہش و استدعا کی۔ پیر صاحب قبلہ نے آپ کو ایک وظیفہ بتایا، جو آپ ہر نماز سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ پھر تقریر شروع کرتے اور بیچ میں کبھی نہ رکتے۔

علامہ اقبال نے قادیانی مسئلہ پر علامہ انور شاہ اللہ مرقدہ کے علاوہ حضرت پیر صاحب قدس سرہٗ سے بعض مسائل سے آشنائی کے لیے خطوط لکھے۔ قادیانی مبلغ صاحب کی نبوت کے لیے جن علماء امت کے فتوحات کا سہارا لیتے ان میں محی الدین ابن عربی سرفہرست تھے۔ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ ایک صحن ولی کے لیے بھی روحانی ارتقاء کے دوران میں ایسے فتوحات ملتے ہیں جنہیں صرف شعر نبوت سے تعلق بتایا گیا ہے۔ ایسے کن فتوحات کیہ" میں کئی مقامات پر شیخ محی الدین ابن عربی نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص پر نبی و رسول کا اطلاق ممکن ہی نہیں (خطبہ جمعہ پنجابی صفحہ ۲۲۱۔ ٹیلی ویژن) پیر صاحب تقریب کے ہادی تھے جس کی تحریف سے قرآن محروف ہو سکے۔ اس کے سامنے فتوحات مکیہ کیا چیز تھی۔ پیر صاحب ابن عربی کے قصیدہ کا مل نگاہ رکھتے اور اس علم میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کی تحدکردہ ایک کے بارے میں آپ سے استفتاء کے بعد اپنے بیان میں اس کی کاٹ کی۔ مرحوم پیر صاحب نے وصال فرمایا تو اس وقت تک مسلمانوں نے قادیانیوں کو عملاً الگ کر دیا تھا اور مختلف محاذوں پر تحریک ختم نبوت کے رہنما مولانا ظفر علی خان، سید عطاء

شاہ بخاری اور علامہ اقبال تھے۔ ہر ایک حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے بالواسطہ و بلاواسطہ فیض پایا تھا۔ حضرت پیر صاحب نے میرزا غلام احمد کو کہلا بھیجا۔ ان پر سے اگر اپنے اس کے بیٹے میرزا محمود قادیان کو اس طرح پنجاکر تمہاری نحوست مذہبی جان سب ہو گئی۔

سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز کے بعد آپ کے فرزند سید غلام محی الدین شاہ جانشین ہوئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت کے علاوہ اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی نگاہ سے فیض حاصل کیا اور یقین و عرفان کی مقصود منزلیں طے کی تھیں۔ آپ کو اہل حضرت نے بارہا کہا کہ آپ کی تو نماز و طریقت میں اس قدر سے معروف ہو گئے۔ راقم کو آپ سے سولہ برس نیاز رہا۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں چوہدری ظفر علی خان کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کو پنجاب میں منظم کیا۔ اس دن سے آپ کے وصال جون ۱۹۷۰ء تک اقتدار آپ سے سیاست کی طرف مائل رہا۔ ہر چیز قدرت کے کشش کھو دیتی ہے۔ لیکن آپ کا باطنی فی الواقع معرفت حق کا خزینہ تھا۔ آپ سے قرب ارادت پیدا کرتا اور محسوس ہوتا کہ اللہ کی زمین پر حجت بالغہ ہیں۔ آپ با شرع ولی اللہ اور وجود سخا کے انسان تھے۔ آپ کے دم میں وہ تمام اوصاف جمیلہ نظر آتے جو قرن اولیٰ میں صحبت یافتگان رسالت کی خصوصیت تھے۔ آپ علائق دنیا سے اس قدر بے نیاز تھے کہ آپ کا سلام بھی دنیا کیا ہے اور اس کے شب و روز کیا ہیں؟

یکم مارچ جب ظفر علی خان نے اقتدار سنبھالا اور وہ گورنمنٹ پنجاب سے الگ ہو گئے تو آپ سے رابطہ پیدا کرنا چاہا۔ اپنا ایک وزیر بھیج کر آپ کو بلوایا۔ راقم بھی وہیں تھا۔ صدر ایوب کی سے یکطرفی نے اخلاص کا اظہار کیا اور پیغام دیا کہ صدر آپ سے ملنے کے متمنی ہیں اور مجھے اسی غرض سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تفصیلات

ان دنوں جناب قدس سرہٗ نے راقم کے ہمراہ کراچی کے چند مقتدر حضرات کو اپنی خدمت میں طلب کیا۔ راقم کی اہلیہ نے آپ سے عرض کیا۔ حضرت اصالتین کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کا خاص کرم شامل حال ہے۔ کوئی تردد نہیں، کسی چیز کی احتیاج ہے۔ صرف اپنی دعاؤں میں شریک کریں۔ ہماری واحد ضرورت یہی ہے۔" فرمایا۔ "مجھے تو حضرت کا حکم ہے، میں تو ان کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہوں۔ بقیہ تمام شوق ہمارا سے محفوظ ہے گا۔ اللہ حضرت کی آس پر لگا ہے۔"

جناب نے ۱۹۵۱ء سے لے کر اپنے وصال ۱۹۷۰ء تک جلسے موقوف فرما دیے۔ اس دوران کے باوجود اپنا تصرف جاری رکھا۔ فرماتے "شورش ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔"

راقم نے حکومت کی دعوت پر ۱۹۵۱ء تک کراچی کے ایام تعطیل میں ۲۹ روز جیل کاٹی۔ اس دوران میں حضرت سے ملاقات ہوتی گئی۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ ہر ملاقات کا سلسلہ ہو گیا۔ کسی وقت بھی ناغہ نہ ہوا۔ یہ تب تھا جب راقم کو حکومت کی نیت پر شکوک و شبہات تھے۔ چنانچہ یوں روزہ الاسد تقریباً شک ہو گئی۔ بھائی تاج محمود مرحوم و مغفور نے کاہگو اطلاع دی۔ ملک کے طول و عرض سے راقم کے نام تاروں کا تانتا بندھ گیا۔ "مجھ کو جیل بھیج دو۔" اس روز دس بجے شب کے لگ بھگ حافظ مومن خان تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں لاہور سے مختلف راستوں کے پیغام آئے اور دل بھر تشریف سے حضرت مولانا عبدالباری نے بھیجا ہے۔ ایک اور بزرگ عبدالغفور حاجی نے درخواست کی ہے کہ جیل جانا چھوڑ دو۔ قیدی زندگی ضروری ہے۔" راقم نے حافظ جی کو ٹال دیا کہ ہمیں سوچیں گے۔ وہ چلے گئے۔ راقم سو گیا۔ اذان کے وقت خواب دیکھا کہ حضرت پیر صاحب کی کیا خوش ہیں۔ سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز جا نماز پر تشریف

فرما ہیں۔ راقم کو دیکھ کر فرمایا، اللہ شاہ بخاری کو صحت دے۔ راقم کے شانہ کو ان کے مقدس ہاتھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا،

"شورش گھبرانا نہیں۔ آزادی تمہاری ہے۔"

جب آنکھ کھلی تو راقم کو ہوگیا کہ آپ کی طرف سے پروفیسر ڈاکٹر اسرار احمد، کشمکش کراچی اور سپرنٹنڈنٹ جیل کھڑے تھے۔ تینوں آپس میں کھا پی کر کے چلے گئے۔ راقم ایک عجیب کیف کی لذت تھا۔ ایک ایسی سرشاری کہ کچھ نہ لگ گئی۔ پروفیسر ڈاکٹر اسرار احمد گورنر مغربی سے مل کر لوٹے تو بھنبھوڑ کے بچھا۔ کہنے لگے... "مبارک ہو آپ کی رہائی کا حکم آ گیا ہے۔" راقم نے کہا، اب آپ آ گئے ہیں، اس کے بعد انہوں نے انجمن لگا کر شروع کیے اور ذات کے آغاز تک انجمن دیتے رہے۔ اس کے بعد راقم نے ۱۹۵۳ء سے ساتھ رہ کر ۱۹۷۰ء تک تحفظ ختم نبوت کا سیاسی محاذ جاری رکھا۔ جناب پیر قدس سرہٗ نے راقم کو جملہ شامل کر محاذوں میں شریک کیے رکھا۔ آپ کے روحانی تصرفات کا فیضان تھا کہ راقم کا قلب مضبوط ہوتا گیا۔ پھر جب جون ۱۹۷۰ء سے تحریک کا فیصلہ کن دور شروع ہوا تو حضرت باقی صاحب نور اللہ مرقدہ عارضہ علالت کے زد میں تھے۔ لیکن آپ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا۔ آپ کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں۔ راقم نے وصال سے چند دن پہلے نیاز حاصل کیا تو فرمایا۔

"جدوجہد کیے جاؤ۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" پھر خاموش ہو گئے۔ بعد میں بھی مک رہا تھا۔ فرمایا ——— "آپ سنا ہے کہ ہے گا۔ حضرت آ چکی ہے۔ میں اہل حضرت کے پاس جا رہا ہوں۔ ان سے عرض کروں گا۔ آپ نے جس مقصد کی آبیاری کی تھی، وہ پھل لے آیا ہے۔"

●

چشمِ روشن کن زخاک اولیاء

تا بہ بینی زابتداء تا انتہاء (مولانا رومی)

اِعلاءُ کلمۃ اللہ

فی بیانِ ما اُھِلَّ بہ لغیرِ اللہ

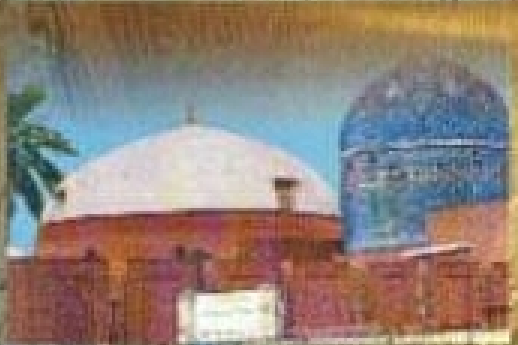

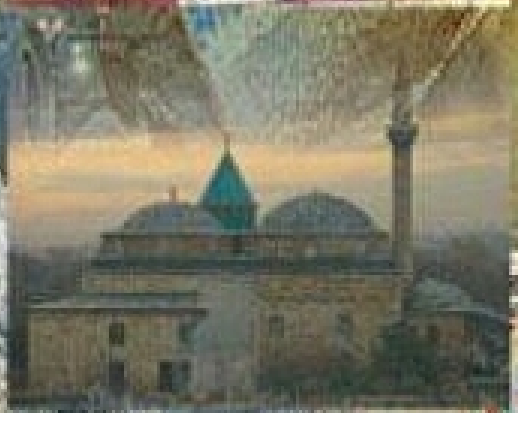

تصنیفِ لطیف

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

پیش لفظ

ز کتاب کے صفحات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ
کتاب کا اسلوب نگارش

باسمہ سبحانہ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

ضرب شمشیر

برفتنہ

پنج پیر

مؤلفہ

مولینا غریب اللہ صاحب ناظم دار العلوم مجددیہ

موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان

ناشر

مکتبہ مجددیہ مانکی ضلع مردان

پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑا میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں چنانچہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہو گیا اور دونوں طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ رکھا کہ اشرف خان کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ اور (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحب (قدس سرہ) کو یہ بات ناگوار گزری۔ فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں چنانچہ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ یہ تحریر آج بھی مولانا سبحان الدین صاحب کے پاس موضع سالارگاہ میں موجود ہے۔

۲۔ "رسالہ عجالہ بر دو رسالہ" میں مولانا اسمٰعیل شہید اور مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی کے درمیان مسئلہ امکان نظیر و امتناع نظیر کے اختلاف پر لکھتے ہیں۔

"اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط۔ کسی کی فریقین اعنی اسمٰعیلیہ و خیرآبادیہ میں سے شکر اللہ سعیہم راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے۔ فانما الاعمال بالنیات ولکل امرء ما نوی۔" (رسالہ عجالہ بر دو رسالہ طبع دوم ص۷)

۳۔ حضرت پیر صاحب موصوف نے اپنے ایک فتویٰ متعلقہ فرار از طاعون کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ایک فتویٰ (حضرت مولینا رشید احمد صاحب کی زندگی میں) اپنی ایک کتاب فتوحات صمدیہ (مطبوعہ ملتان بار سوم ص۱۰) میں درج کیا ہے اور اس پر جلی قلم سے بعنوان "نقل فتویٰ جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی عم فیضہ" خود تحریر فرمایا ہے۔

۱۔ اور حضرت تھانویؒ نے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو سمجھنے کیلئے حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی تصنیف سیف چشتیاں دیکھنے کی ہدایت کی ہے۔ بیان القرآن ص۶۷ تاج کمپنی والی

صدق کذب کی پڑتال

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (بخاری)

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری و کفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ بدکاری و کفر اس کہنے والے پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکاری و کفر کے ساتھ متصف نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتوکاوی منشی فاضل

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہٗ

ملنے کا پتہ

ایڈریس کاؤنسیل بلڈنگ ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔

۲۔ لاہور علامہ گوہر شاہ سروری محمد شریف امام مسجد نمبر داران اندرون

۳۔ شہر میرہ محکمہ سرگودھا مولوی محمد انہ ہزاروی جوب

ست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ
	مفتی احمد یار صاحب کے درس قرآن	۱۷
	کا کی فرزبانی قاضی نور علی صاحب	
	ہم نے سب مرزائیوں کو دیوبند پر	۱۷

مضمون	صفحہ	مضمون
حرم الحرمین کی آخری تقریر خاتمہ	۳۴	ہونے لفظ خاتم النبیین
عبدالقادر حنفی مدرس مدینہ منورہ		حضور صلی اللہ علیہ وسلم
استفتاء	۳۸	انبیاء سے بلند شان
جواب دیگر از علماء لکھنو	۳۹	ظاہری نشانات
تحذیر الناس کی اگلی عبارت سے	۴۴	حضور کی نبوت ذاتی
مرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت		کی نبوت عرضی
		ری سوال اور
		نی اس کا جواب
		کے لیے لکھنے

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

کلام میں تحریف کرنی اس کی نبوت کے انکار کے مساوی ہے۔ ایک
نبی تو کہے ہمارے لنگر سے اس شخص کو حلوا گوشت کھلاؤ ہم اس کو
دال اور باجرہ یا چنے کی روٹی کھلا دیں کہ جو غرض حلوا گوشت سے تھی
وہ یہاں بھی بخوبی پوری ہو گئی یعنی بھوک کا بند کرنا اب آپ ہی فرمائیے
کہ جب فرمائش کنندہ نبی صاحب کو ہماری اس حرکت کی خبر ہو گی تو

کا بیان سننے کے بعد ۸ دن کی فیصلہ کی تاریخ مقرر کی اور تحذیر الناس
دیکھنے کے لئے احقر سے لے لی۔ جب ہم فیصلہ سننے کے لئے گئے تو
شیخ صاحب نے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ چودھری ولی داد کی موجودگی
میں فریقین کی طرف مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا۔ میری سمجھ میں نہیں
آتا کہ آپ لوگ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں چونکہ مجھے انصاف کے
ساتھ فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے لہٰذا مجھے بے انصافی کرنے کی کیا
ضرورت ہے۔ میں نے مولوی محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس جو اس
وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اوّل سے آخر تک پڑھی ہے۔ مولوی صاحب
کی کلام سے نبی کریم کے بعد کسی اور نبی کا آنا مفہوم نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب
نے تو لکھ دیا ہے کہ تاخر زمانی کا منکر کافر ہے اور صفحہ پر بوقت روانگی
جنگ تبوک فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
الا انہ لا نبی بعدی خلاصہ ای علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس بات
سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے میرے درمیان وہ نسبت ہو جو ہارون
اور موسیٰ کے درمیان تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
ہے۔ ہاں ایک دو جگہ لفظ بالفرض موجود ہے جس سے ایک موہومی
فرضی نبی کے پیدا ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ فریقین کا مبلغ صاحب
نے جرح کرتے ہوئے فرمایا ہم مرزا صاحب کو نبی کریم کے ماتحت گورنر
وغیرہ مستقل نبی کی شکل میں مانتے ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا آپ
ایک فرضی و غیر مستقل نبی لوگوں سے منوا کر کیا لینا چاہتے ہیں فقط۔

ummathemuhammedhiya.blogspot.com

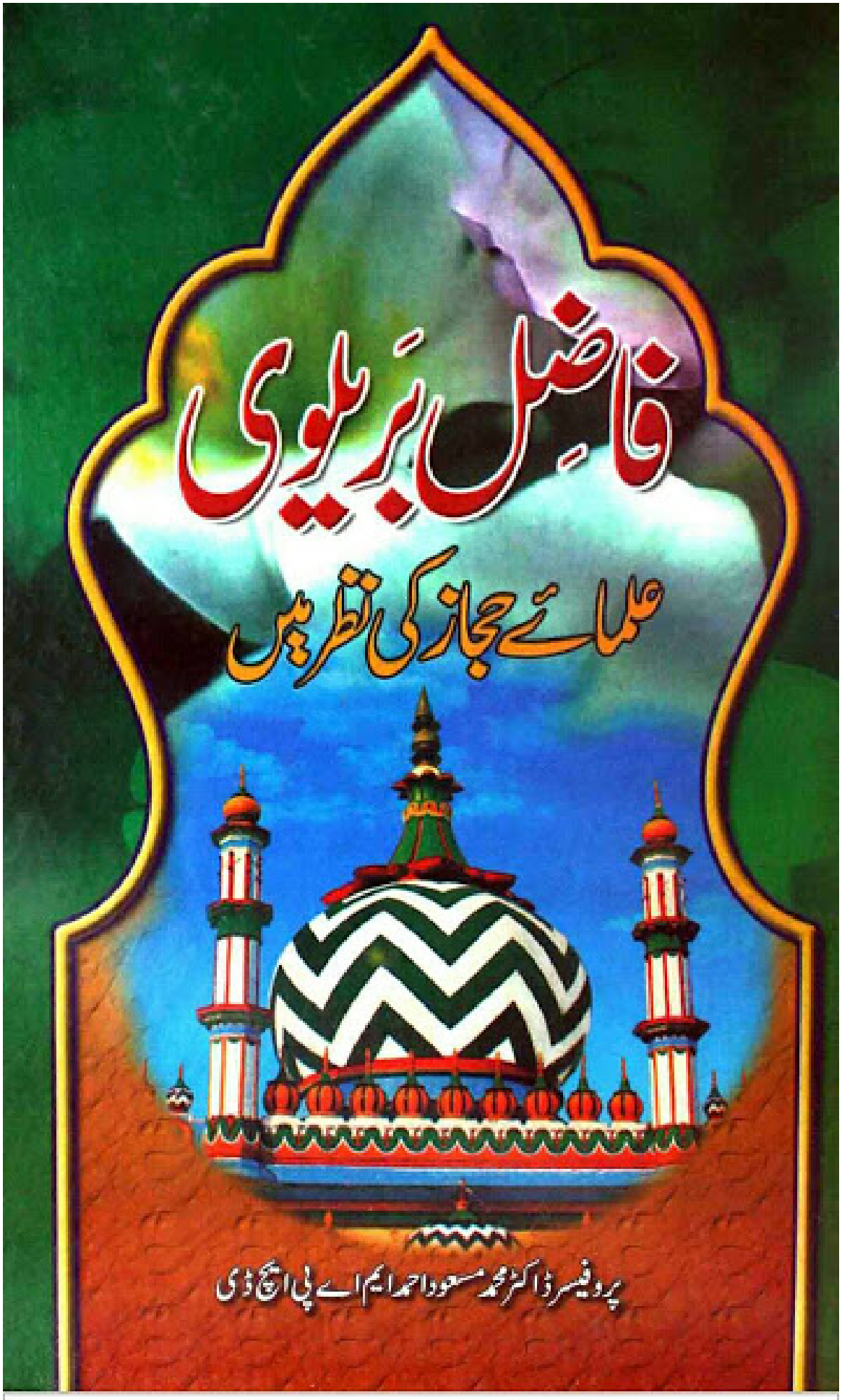
فاضلِ بریلوی
علمائے حجاز کی نظر میں
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

اور مولوی حسین احمد عمر کے آخری حصے میں حج کرنے گئے تو پانی کے جہاز میں تقریر کی اور معتقدین کو ہدایت کی کہ پہلے مدینہ منورہ جائیں روضہ رسول پر حاضری دیں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت طلب کریں یہ آیت کریمہ تلاوت کی ولو انهم اذ ظلموا الآیہ۔

ان حضرات عالیہ کے دل صاف تھے، کسی کی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے بلکہ محض اللہ کے لیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جب اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی علی کو دکھائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی و محبت کو برقرار رکھا۔ اس وقعہ سے ان حضرات کی شخصیت کا پتا چلتا ہے۔ قطعاً بدگمان نہ ہوئے حالانکہ گستاخانہ عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔ وہ علماء اہل سنت کی قدر کرتے تھے اور حتی الوسع بدگمانیوں سے دور رہتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کی دلی آرزو یہ تھی کہ ہر شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ وہ توبہ کے امکان کو مسترد نہیں فرماتے تھے اس لیے اُن گستاخان رسول کے لیے جن کی توبہ یا عدم توبہ کا یقینی علم نہ ہو سکوت کو بہتر خیال فرماتے تھے لیکن ان کی تکفیر کو منع نہیں فرماتے تھے اور ان گستاخانہ عبارات کا جو دل سے قائل ہوتا اس کو کافر قرار دیتے۔ (فتاویٰ مظہری، کراچی)

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

یہ نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ فَتَّاشٌ وَالْمُنَافِقُ خَتَّاسٌ

مومن تحقیق اور تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور منافق حق کو چھپانے والا ہوتا ہے

تلخیص الخبیر فی احکام التکفیر

انکشافِ حقیقت

مصنف

حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خانصاحب قادری کاتی بجنوری ثم البدایونی مدظلہ العالی

سرپرست مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

باہتمام

مولوی قاری فضیل الظفر خان ناظم مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی

مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

کون صحیح و غلط کو پہچانتا ہے کون تحقیق کرتا ہے جو چاہا لکھ دیا یہ حال ہے
صوارم ہندیہ کا - اور علمائے بدایوں و رامپور و لکھنؤ کے متعلق جو ہم نے عرض کیا
ہے اُسے بغور ملاحظہ فرمالیجئے - اس صوارم ہندیہ کے مصدقین میں مولانا ظفر الدین صاحب
مرحوم بہاری بھی ہیں ان کی تصدیق کے الفاظ کو بغور ملاحظہ کر لیجئے اور رب تعالیٰ
توفیق دے تو حق کا فیصلہ کر لیجئے مولانا مذکور سے ان کی زبان سے مسموع ہوا ہے
کہ وہ علماء دیوبند کی تکفیر کے خلاف تھے جس کا علم اکثر لوگوں کو ہے یہاں تک
کہ مولوی حبیب الرحمن صاحب اڑیسوی نے بھی اس کا اقرار کا سنگنج میں کیا تھا خود فقیر
نے جامع مسجد بریلی کے امام و مدرسہ منظر الاسلام کے محدث فقیر کے بڑے
بھائی مولانا عبد العزیز خانصاحب مرحوم کے مکان پر مولوی ظفر الدین
صاحب موصوف کی زبان سے سُنا تھا۔

چنانچہ فرمایا تھا کہ علماء دیوبند کی تکفیر صحیح نہیں ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے
بحمد اللہ خوب تحقیق ہو چکی ہے کہ ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے چنانچہ بھائی صاحب
مرحوم سے اس باب میں گفتگو ہوئی یہاں تک کہ بھائی صاحب خاموش ہو گئے
و مولانا موصوف نے بڑے شد و مد کے ساتھ یہی فرمایا کہ تکفیر کا مسئلہ چلے گا
نہیں ان حضرات کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے جو ہمارا عقیدہ ہے وہی ان کا عقیدہ
ہے - یہاں تک کہ بقول مولوی حبیب الرحمن صاحب کے مولانا ظفر الدین صاحب
نے مولوی سہیل صاحب کی (جو مولوی اشرف علی صاحب کے مرید تھے)
اقتداء میں نماز بھی ادا کی تھی۔

اس کے علاوہ مولوی شریف الحق صاحب نے اور بھی بذیانی کلام کیا ہے جو دروغ
بیانی اور بہتان تراشی اور غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم و محبان حضور و متبعین شریعت
مطہرہ پر چھوٹے و غلط بہتان لگائے ہیں آپ ہی اپنی تقریر کا جس کا حساب یوم الحساب

بیارگاہ مالک یوم الحساب ہونے والا ہے۔ اللّٰھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مقالہ ۱۳

اب اس کے بعد چنیں وچناں مولوی اختر رضا خانصاحب بریلوی کے تتمہ اور تصدیق کے متعلق بھی کچھ عرض کروں ہمارے بیانات سابقہ سے یہ چیز آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو چکی کہ تکفیر مسلم کا مسئلہ بہت سخت و شوالہ امر ہے علماء کاملین نے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے بلکہ یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ کفر کا فتویٰ لگانا ہر عالم کا کام نہیں۔ علوم شرعیہ و اختلافات ائمہ مجتہدین اور ان کی وجوہ پر مطلع ہونے کے ساتھ کثرت ریاضات و عبادات کے سبب نفس امارہ کی برائیوں اور تعصب سے خالی ہو چکا ہو جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی کا ارشاد علامہ عبدالوہاب شعرانی نے "الیواقیت والجواہر" میں نقل فرمایا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

اکابر علماء دیوبند کی تکفیر سے کف لسان پر احکام کفر لگانا کس قدر بے سروپا حرکت اور جرأت و بے باکی ہے اس موقع پر یہ دعائے ماثورہ یاد آتی ہے

اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔

یہ کتابچہ جو شائع کیا ہے فتویٰ نہیں ہے بلکہ اپنی جہالت اور گمراہی کو دنیا میں آشکارا کیا ہے اکابر علماء دیوبند پر جو فتویٰ دیا گیا ہے حالانکہ وہ ایک عالم کی رائے ہے اس پر اہل علم و فہم کو بہت کچھ کلام ہے اہل علم و فہم کو فاضل بریلوی کے نقل عبارات اور ان کی مطالب شناسی اور اس پر احکام کفر

جامعات المدینۃ (للبنات) کے نصاب میں شامل اسلامی عقائد کی اہم کتاب

اَلْحَقُّ الْمُبِیْن

تصنیف:

غزالیِ زماں، رازیِ دوراں حضرت علامہ

سیّد احمد سعید کاظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
(طبعۂ درسی کتب)

یا فعل سے التزامِ کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تأمل[1] نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی۔ اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہلِ حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمۂ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی یا ایک ندوی نے ایک التزامِ کفر کیا تو معاذاللہ سارے ندوی مُرتَد ہوگئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عباراتِ کفریہ کی بنا پر ہر ساکنِ دیوبند[2] کو بھی کافر نہیں کہتے چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔

ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذاللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول وصحبانِ ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہِ رشید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مؤمن، اہلِ حق، اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس..... ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعیِ اسلام کی تکفیر نہیں کی۔

ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے اگر ان کو تولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں[3] ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا، نہ لیگی نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

---

[1] ..... وقفہ، شک وشبہ [2] ..... دیوبند کے رہنے والے کو [3] ..... جیسے اعلیٰحضرت نے اپنے رسالے "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" میں کفریہ عبارات کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی سمیت فقط پانچ کی تکفیر کی ہے۔

AHMAD RAZA KHAN APNE HI FATWE SE KAAFIR

اور فرماتا ہے جل وعلا وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ط لازم ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور ﷺ سختی فرماتے تھے۔

عرض: اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا، وضو رہے گا یا نہیں۔

ارشاد: وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا (پھر فرمایا) تیس عضو عورت کے عورت ہیں اور ۹ مرد کے، ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسد نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لئے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض: حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں۔

ارشاد: وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس کے ظل ہیں۔

عرض: اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہئے؟

ارشاد: میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر

مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔

عرض: ہر کافر ملعون ہے۔

ارشاد: ہاں عند اللہ جو

عرض: اگر مرتے وقت

ارشاد: کسی خاص کا

لے اور اگر عام کفار کی بابت

عرض: خدا اور رسول

ارشاد: تلاوت قرآن

سے بکثرت سنے اور اللہ و

مدیر کچھ استفتا سن رہا تھا

اس پر ارشاد فرمایا: یاد رکھو

احمد اور نہ کوئی آیت

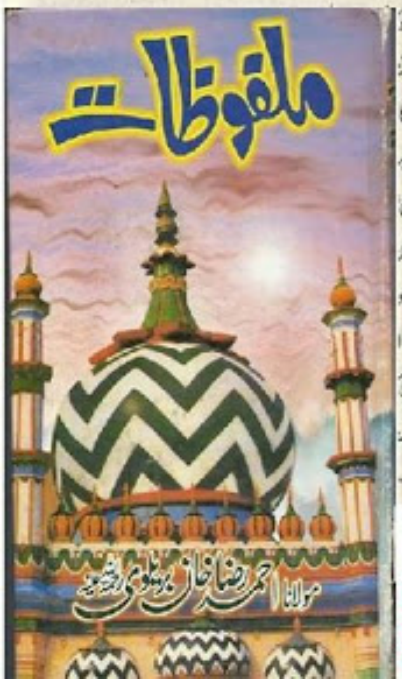

AHMAD RAZA KHAN NE MOULANA ASHRAF ALI THANVI KI HIFZUL IMAN WAALI IBARAT APNE DOST ABDUL BAARI FIRANGI MAHLI KO DEKHAI TO UNHONE FARMAYA MUJHE TO YE KUFRIYA IBARAT NAHI LAGI ALA HAZRAT NE EK MISAL DE KER SAMJHAYA FIR BHI AAP NE NA KAHA

ISPAR AHMAD RAZA KHAMOSH HO GAYE AWR DOSTI MUHABBAT KO BARKARAAR RAKHA .

(ANWAR E MAHERIYA)

AWR AHMAD RAZA KHAN APNI MALFOOZ ME LIKHTA HAI

"ASHRAF ALI THANVI KE JO KUFR ME SHAK KARE WOH KAAFIR HAI "

TO ABDUL BAARI FIRANGI MAHELI NE TO KAAFIR MANNE SE INKAAR KER DIYA THA AWR AHMAD RAZA KHAN NE USSE KAAFIR NA KEH KER USSE DOSTI AWR MOHABBAT BANAE RAKHI AWR APNE HI FATWE KI ZAD ME AAKAR KAAFIR HO GAYA KAAFIR KE KUFR ME SHAK KERNE WAALE KO KAAFIR NA KEH KER KHUD HI KAAFIR HO GAYA

MUHAMMAD BIN QASIM

اور مولوی حسین احمد عمر کے آخری حصے میں حج کرنے گئے تو پانی کے جہاز میں تقریر کی اور معتقدین کو ہدایت کی کہ پہلے مدینہ منورہ جائیں روضہ رسول پر حاضری دیں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت طلب کریں یہ آیت کریمہ تلاوت کی ولو انهم اذ ظلموا الآیہ۔

ان حضرات عالیہ کے دل صاف تھے، کسی کی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے بلکہ محض اللہ کے لیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جب اپنے دوست مولانا عبد الباری فرنگی علی کو دکھائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی و محبت کو برقرار رکھا۔ اس وقت سے ان حضرات کی شخصیت کا پتا چلتا ہے۔ قطعاً بدگمان نہ ہوئے حالانکہ گستاخانہ عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔ وہ علماء اہل سنت کی قدر کرتے تھے اور حتی الوسع بدگمانیوں سے دور رہتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کی دلی آرزو یہ تھی کہ ہر شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ وہ توبہ کے امکان کو مسترد نہیں فرماتے تھے اس لیے ان گستاخان رسول کے لیے جن کی توبہ یا عدم توبہ کا یقینی علم نہ ہو سکوت کو بہتر خیال فرماتے تھے لیکن ان کی تکفیر کو منع نہیں فرماتے تھے اور ان گستاخانہ عبارات کا جو دل سے قائل ہوتا اس کو کافر قرار دیتے۔ (فتاویٰ مظہری، کراچی)

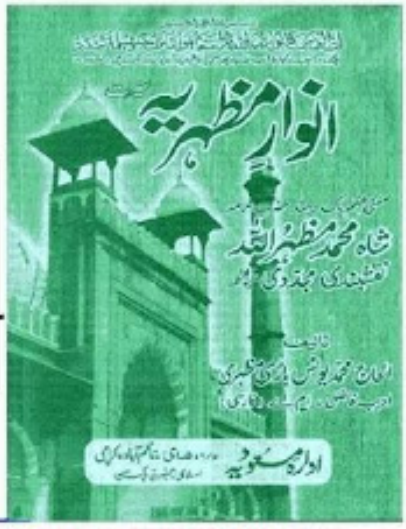

YE HAI ALLAH KA INTEQAAM JO USKE WALI SE DUSHMANI KAREGA ALLAH USSE AISE INTEQAAM LEGA

KAAFIR KAAFIR KI RATT LAGAANE WAALON ZARA AHMAD RAZA KHAN KO KAAFIR HONE SE BACHA KER DEKAO AWR USKO KAAFIR NA MAAN KER KHUD KAAFIR HO JAAO

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

کمالاتِ رحمانی

سوانح و ملفوظ

حضرت قبلہ عالم قطب دوراں سیدنا و مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ

مرتبہ

العلم باعمل محدث بے بدل الحاج مولانا شاہ تجمل حسین بہاری

شائع کردہ

ادارہ اشاعت رحمانی۔ خانقاہ، مونگیر

صاحبزادہ ... خانقاہ مونگیر

طلب کیا۔ ہم حاضر ہوئے۔ آپ مثنوی مولینا روم پڑھتے رہے۔ اسی درمیان میں ایک اندھے مسافر بھی تشریف لائے۔ آپ نے ان کو ڈانٹ کر نکال دیا۔ کہ تم بلا طلب کیوں آئے۔ اور تم اس کے لائق نہیں کہ مسجد میں جا کر بیٹھو۔ ہم کو کچھ برا معلوم ہوا کہ ایک غریب آدمی مثنوی سننے آیا تھا اس نکال دیا۔ مسجد کے مسافروں نے خوب خوشی کیا کہ بہتر ہوا نکالا گیا۔ تمام رات دہریت کی باتیں کرتا رہا۔ اور کچھ حضرت قبلہ پر اعتراض کرتا رہا۔ انجام یہ ہوا کہ وہ بھاگ ہی بھاگا۔ یہ حضرت کا کشف تھا۔ آخر آپ لیٹ گئے مولوی عبدالکریم صاحب پیر دبانے آئے۔ کسی اور نے بھی دبایا تو اس نے بھاگنے اور کمر پر بھی ہاتھ رکھ دیا۔ آپ بہت خفا ہوئے کہ یہ مقام ستر ہے۔ حرام ہے کہ اس پر کوئی ہاتھ رکھے بس ٹھہنوں تک رکھے۔ پھر ہم اور مولوی عبدالکریم صاحب رہ گئے۔ ہم نے جو دبانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تم کمزور ہو پھر غالباً ہم اور مولوی عبدالکریم صاحب رہ گئے اور مجلس تذکرہ حق سے گرم رہی۔ ارشاد ہوا کہ میاں تجمل حسین کا دل چاہتا ہے کہ سب چھوڑ چھاڑ جنگل کو چلے جائیں۔ مگر ہمارے تعلقات لڑکے بالے یعنی حقوق اولاد کے کیا درست نہیں ہوگا۔ روایت ترتیب یاد نہیں رہی کہ پہلے سفر میں کہا یا دوسرے سفر میں فرمایا۔ پھر ہم کو صبر ہوگیا۔

آپ بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو عقیدت اور غلامی حضرت مولینا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ سے تھی آپ کو کشف سے معلوم ہوا۔ آپ نے حضرت مولینا کی تعریف کی کہ اس کمسنی میں ان کو ولایت ہوگئی۔ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نور ایسا ہے جس کو ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا مونگیری نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔ المختصر جیسے جیسے ہم کو خطرات ہوتے گئے جواب دیتے گئے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ شاہ اولاد اللہ صاحب علیہ الرحمہ کا خاندان ہمارے پیر بھائی مولوی شاہ نصیر الدین کا ہمارے حضرت کے

... حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ کے خطوط کا جامع مجموعہ

کلیاتِ مکاتیبِ رضا

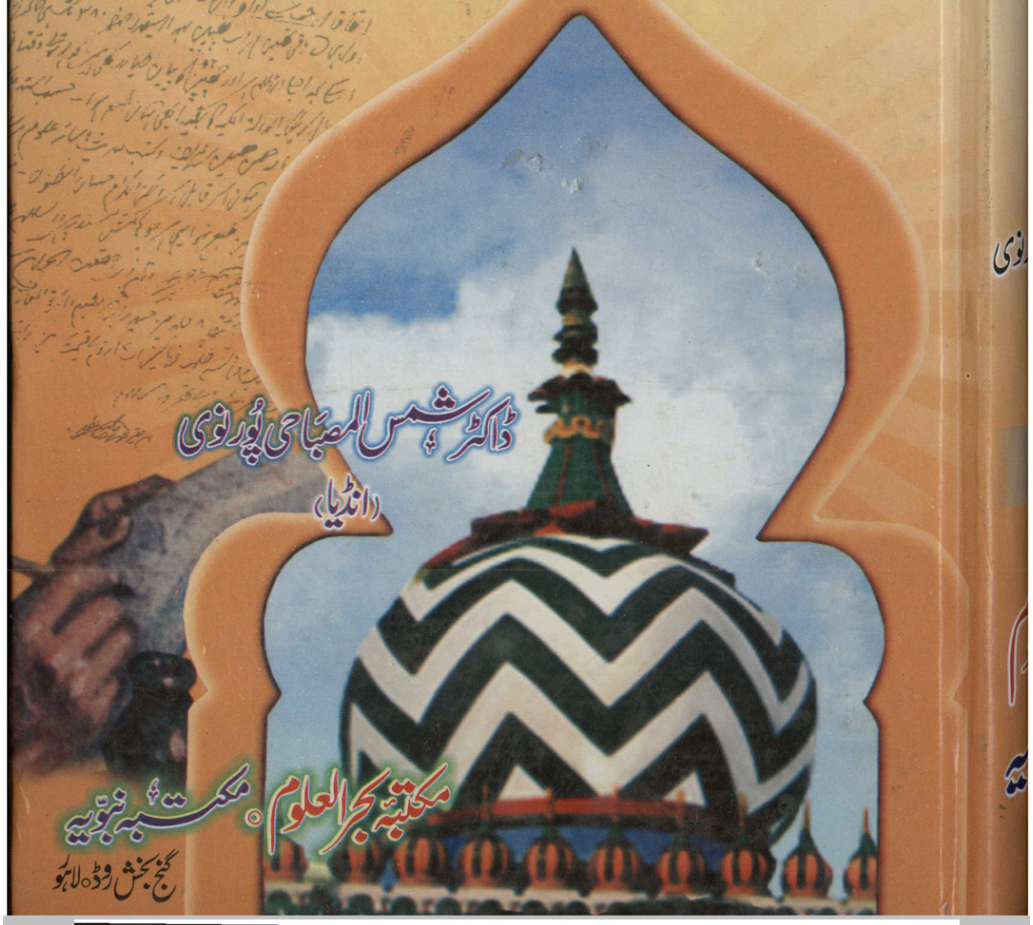

ڈاکٹر شمس المصباحی پورنوی
(انڈیا)

مکتبہ بحر العلوم ۔ مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ، لاہور

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ کے خطوط کا جامع مجموعہ

کلیاتِ مکاتیبِ رضا

آیا۔ میں نے اسی وقت دوسرے لفافہ میں اسے رجسٹری کرا دیا اور لفافہ پر مصطفیٰ رضا کا نام لکھوا دیا۔شاید اسے بھی وہ واپس کریں کہ آج ان کا خط آیا۔ گرامی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کر چکا ہوں۔ غالباً اسی کا جواب ہوگا۔ جو نام سے دوسرے شخص کے رجسٹری شدہ کل

میرے پاس پہونچا۔

اس وقت گذشتہ واقعات اور اشتہارات کا خیال کر کے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اسے واپس کردوں اور نہایت ادب سے عرض کروں کہ "مجھے جناب کے نام سے جو اعتماد ہوگا۔ وہ زید و عمرو کے نام سے نہیں ہوسکتا ہے۔ اس کا افسوس ہے کہ جواب والا کو تاخیر سے حاصل کروں مگر اس کا منتظر ہوں" اب اگر وہ اسے واپس کریں گے۔ تو سہ بارہ میں اپنے نام سے رجسٹری کرونگا۔ وہ اس خط پر پھر کچھ چھپے ہیں۔عبارات مذکور کے بعد فرماتے ہیں۔" فقیر یہ چاہتا ہے کہ جناب نے جو امور تحریر فرمائی ہیں۔ جہاں تک تفصیلاً ان سے توبہ کر سکے توبہ کرلے" آگے اسلام برائے نام پر جو شبہ ہوا ہے کہ میری مراد کمال امان کی ندرت تھی۔ اس سے اس طرح توبہ کرسکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور اس کے بعد لکھوں اس کا مطلب اگر یہ ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے تو اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں۔

حالانکہ ان کی عبارت کا قطعاً یہی مطلب ہے،" صادق العباد مسلم کہاں ہیں۔جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جائے۔" کیا جو مسلمان کامل الایمان نہیں ہوتے، کافروں سے امتیاز نہیں رکھتے۔ کافروں سے ممتاز وہی نہ ہوگا، جو سرے سے اسلام ہی نہیں رکھتا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔" مولینا! آپ اس کا احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر ہر چہار طرف سے یورش ہے۔ میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔ میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر" ہمدم" میں اس تحریر کے واپس کرنے پر بھی لکھ دی ہے۔ اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے اعیان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے۔ جو حقوق اسلام کے ہیں۔ اس سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے۔ مرزا محمد تقی تبرائی نہ تھے۔ ہمارے اکابر مجتہدین لکھنؤ سے جو تعلق رکھتے تھے، اس کو ہم نے دیکھا ہے اور برتاؤ ہے۔ ان کی عیادت، دعوت، تعزیت میں برابر ہم لوگ شرکت کرتے رہے ہیں۔

موالات نصاریٰ سے جس قدر تحرز تھا، اس قدر ہنود کے ساتھ تحرز ہم نے نہیں

حاشیہ برتکملہ ملا عبدالغفور

از

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مسمّٰی بہ

تحفۂ سلیمانی

تصنیف

سیبویہ زماں علامہ حافظ

غلام محمود گولڑوی پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ

بہ تحسین اہتمام

محمد رضاء الحسن قادری

دارالاسلام

Scanned by CamScanner

فی الشعر اکثر منه فی النثر قوله وقد تسکن آه وهو مع الواو والفاء اکثر لکون اتصالها بما بعدها اشد لکونها علی حرف واحد فصار الواو والفاء مع اللام بعدهما وحرف المضارعة ککلمة علی وزن فخذ فخفف بحذف الکسر وامثاله فمحمول علیها لکونها حرف عطف مثلها قوله وهو یدخل علی جمیع آه بخلاف اللام کما عرفت قوله او تشکلما نحو لا اریتک ها هنا لان المنهی فی الحقیقة ها هنا هو المخاطب ای لا تکن ها هنا حتی لا اراک قوله المذکورة من قبله قیده بذلک لکونه تفصیلا لما سبق معطوفا علی لم فی قوله فلم تقلب الخ وخرج به لولا ایضا لان الکلام فی الجوازم قوله ای بحمل آه ای للدلالة علی السببیة الجعلیة کما یدل علیه بیانه والتفسیر بافادة کون الاول سببا للثانی خال عن هذه الفائدة بل یتبادر فیه السببیة المحققة فلذا لم یفسرها بها قوله بل ملزومیته اشارة الی ما ذکره الشیخ الرضی معترضا علی الشیخ ابن الحاجب حیث قال ان الشرط سبب والجزاء مسبب بان الشرط عندهم ملزوم والجزاء لازمه سواء کان سببا نحو لو کانت الشمس طالعة فالنهار موجود او شرطا نحو ان کان لی مال احج او لا شرطا ولا سببا نحو ان کان زید ابی فلست ابنه وان کان النهار موجودا فالشمس طالعة الی غیر ذلک ولعل مراده بالسببیة مجرد التوصل فی اعتقاد المتکلم ولو ادعائیا فیؤول الی الملازمة الادعائیة فکلمة لعل اما للاعراض

عه علة المحذوف وتمام کلام الشیخ هکذا وقد جاء فی المتکلم قلیلا کلام الامر وذلک قولهم لا اریتک ها هنا ۱۲

عه سببا للثانی ان تدخل من الادخال وهو ان تجعل کلا منهما صیغة مخاطب فلا حاجة الی التکلف المجاز فتفکر وتدبر ۱۲

لا یخ تجعلوا سببا فان الثانی ان یفهم الکلام بافادة سببیة الاول وکذلک لیس الا بالافادة فی الحال ان یکون الثانی فی الواقع مسببا عن الاول وکان الشارح الفاضل اراد بهذا المعنی الاخیر بقرینة عدم تعرضه لما قبله ۱۲ منه

عه قوله ای یتوصل به الی آه ای یتوصل به الی سوء کان مجرد السببیة اولا وسواء کان

لا یخ ان یکون موثرا فیه وجودا او عدما عند المتکلم او فی اعتقاد المخاطب ۱۲ منه

عه قال العارف بل لا یرد ایضا لان الاخیر ظاهر لانها فی الزمان والجزاء یتعلق بالشرط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

(بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں) فصلت: ۳۰

سیرت

انوارِ مظہریہ

مفتی اعظم پاک و ہند حضرت علامہ

شاہ محمد مظہر اللہ

نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ

تالیف

الحاج محمد یونس بارڈی مظہری

ادیب فاضل، ایم اے (فارسی)

ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Scanned by CamScanner

اگر معمولات میں سے کہیں چند لمحے ہاتھ آ جائیں تو ان کو بھی مصرف میں لے لیا جائے۔ اوقات کے چھوٹے بڑے حصوں کو اس طرح ترتیب دیا ہوا تھا جیسے مالا جس میں چھوٹے بڑے موتیوں کو ترتیب سے پرو دیا جائے تو حسینان جہاں گلے سے لگا لیتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نہ ایسے عالم دین تھے جن کو پڑھنے لکھنے کے علاوہ کوئی کام عار معلوم ہوتا ہو۔ نہ ایسے پیر طریقت تھے جو مریدین سے خدمت لینا اپنا حق سمجھتے ہوں۔ اتباع سنت کے پیش نظر اپنا کام خود کرنا پسند فرماتے تھے بلکہ ان کو گھر والوں کی سہولت کے لئے کچھ کام کرنا اچھا لگتا تھا۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنے کمرہ کی جھاڑو دینا صفائی بستر وغیرہ کی درستگی بھی فرما لیتے تھے آپ کو کپڑا سینا۔ کروشیئے سے بنّا۔ جوتے مرمت کرنا۔ چارپائی بننا، کھانا پکانا، کتابوں کی جلدیں بنانا۔ گھڑی گھنٹہ کی مرمت۔ گلکاری۔ بھی آتا تھا۔

کام۔ کام۔ کام۔ اس شوق کا اثر تھا کہ اکثر ایک وقت میں دو کام کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ خاص طور پر جب بچوں کو سبق یاد کرانا، ان کا سبق سننا ہوتا تو ان کو بتاتے رہتے اور ہاتھ سے بھی کچھ کرتے جاتے تھے۔ کاغذ کی پھول پتیاں ہی بناتے رہتے۔

ایک بار حضرت علیہ الرحمہ، مفتی کفایت اللہ مرحوم کے گھر تشریف لے گئے۔ امفتی صاحب موصوف چارپائی بن رہے تھے جلدی سے چارپائی پر چادر وغیرہ ڈال دی اور حضرت علیہ الرحمہ کو اندر بلا لیا تھوڑی ہی دیر میں حضرت نے اندازہ لگایا اور مفتی صاحب سے فرمایا آیئے جو کام باقی رہ گیا ہے وہ بھی پورا کر لیں اور باتیں بھی کرتے جائیں۔ مفتی صاحب مرحوم نے کچھ تکلف کیا پھر تعجب سے پوچھا کیا چارپائی بننا آپ کو بھی آتا ہے؟ پھر دونوں حضرات مل کر بننے لگے حضرت علیہ الرحمہ نے ایک خوبصورت ڈیزائن ڈالدیا مفتی کفایت اللہ حیران رہ گئے۔

ا۔ مفتی صاحب آخر میں اپنے سابقہ عقائد سے تائب ہو گئے تھے اور یہ بات کافی مشہور ہو گئی تھی۔ ان کی وصیتیں اس پر شاہد ہیں۔ مظہری

Scanned by CamScanner

تذکرہ

تاجدارِ گولڑہ شریف

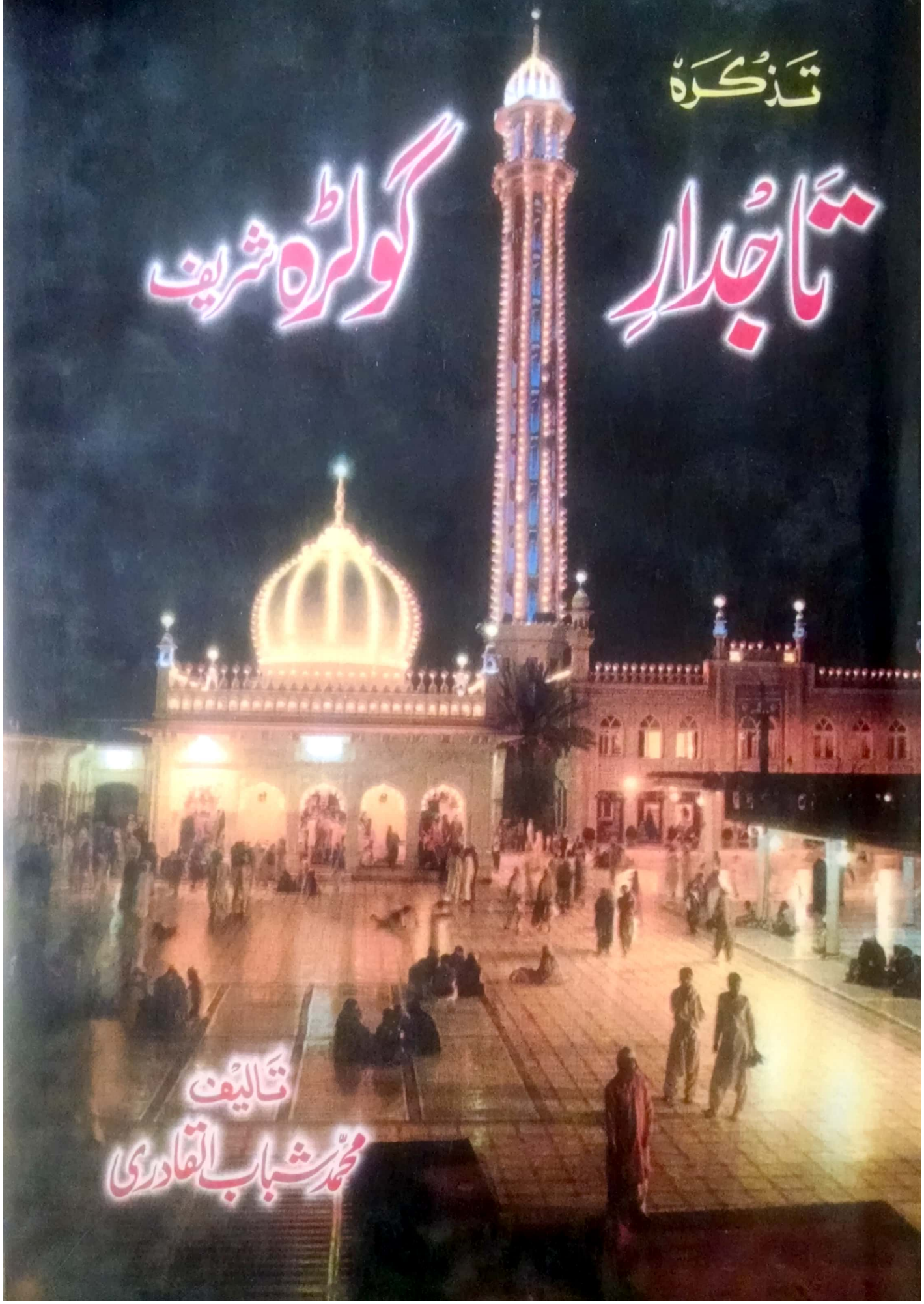

تالیف

محمد شباب القادری

Scanned by CamScanner

مقابلہ کا اعادہ کرتے ہوئے آئیں بائیں شائیں کی۔ ایک دوسرے اعلان میں کہا کہ وہ تفسیر فاتحہ لکھ رہے ہیں۔ پیر صاحب بھی تفسیر فاتحہ لکھیں۔ اس کے بعد اگر اہل علم قسم کھا کر اعلان کریں کہ پیر صاحب کی تفسیر میری تفسیر سے بہتر ہے، تو میں اپنی طرف سے پانچسو روپیہ بطور انعام پیش کروں گا۔ مرزا صاحب خلقتہً اس قمار بازی کے دعادی تھے، اس اعلان کے ۷۰ دن بعد مرزا صاحب نے "اعجاز المسیح" کے نام سے سورۃ فاتحہ پر اپنی تفسیر شائع کی تمام علماء و فضلاء اور عربی زبان کے اساتذہ اس پورج نگاری پر حیران رہ گئے۔ مرزا صاحب کی تفسیر نہ صرف محاورۂ عربی سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پُر تھی، بلکہ خود غلط املا غلط، انشاء غلط کا پلندہ تھا۔ مرزا صاحب کے اس سے دو احمد مُراد ہیں۔ احمد اوّل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احمد دوم مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ مرزا صاحب کے مُرید محمد احسن امروہوی نے "شمس الہدایت" کے جواب میں "شمس بازغہ" لکھی۔ حضرت قبلہ عالم نے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے رد میں سیف چشتیائی لکھی، جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا پورا خط تو حضرات علماء و فضلا ہی اٹھا سکتے ہیں، لیکن اردو دان حضرات بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ کتاب کا حجم ۴۰۰ صفحات ہے۔ مولانا فضل حق پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور نے اس کتاب کے متعلق کہا تھا کہ یوں تو حضرت کے بہت سے کمالات بیان ہوتے ہیں، لیکن میں تو اس دماغ کا شیدائی ہوں، جس سے سیف چشتیائی ظہور میں آئی ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں سیف چشتیائی سے متعلق لکھا ہے کہ حیات و موت عیسوی کی بحث سیف چشتیائی قابل مطالعہ ہے۔ علامہ انور کاشمیری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام فی حیوٰۃ عیسیٰ علیہ السلام کے دیباچہ میں سیف چشتیائی کو مسئلہ حیات مسیح پر ایک بہترین تحریر قرار دیا

ان دنوں بابو جی قدس سرہٗ نے راقم کے بچوں کو اپنی شفقتوں میں شریک کیا احقر کی اہلیہ نے آپ سے عرض کیا۔ حضور رحمت اللعالمینؐ کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم شریک حال ہے، کوئی تردد نہیں نہ کسی چیز کی احتیاج ہے۔ صرف اپنی دعاؤں میں شریک کرلیں۔ ہماری واحد ضرورت یہی ہے"۔ فرمایا۔ "مجھے تو اعلیٰحضرت کا حکم ہے۔ میں اُن کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہوں بفضل تعالیٰ شورش ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اعلیٰ حضرت کی اُس پر نگاہ ہے"۔

بابو جی نے ۱۹۶۸ء سے لے کر اپنے وصال ۱۹۷۴ء تک ہمارے مؤدبانہ اعتراض و انکار کے باوجود اپنا تلطف جاری رکھا۔ فرماتے "شورش ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہم اس کے دُعاگو ہیں"۔

راقم نے حکومت کی دھاندلی سے تنگ آکر کراچی کے ایام نظر بندی میں ۴۵ روز بھوک ہڑتال کی۔ اس دوران میں حالت خستہ سے خستہ ہوتی گئی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ صبح و شام کا معاملہ ہوگیا۔ کسی وقت بھی سنا دنی آجانے کا احتمال تھا۔ ایوب خاں اور موسیٰ خاں راقم کو موت کی نیند سُلا دینا چاہتے تھے۔ پینتالیسویں روز حالت تشویشناک ہوگئی۔ مولانا تاج محمود مدیر "لولاک" نے اکابر کو اطلاع دی۔ ملک کے طول و عرض سے راقم کے نام تاروں کا تانتا بندھ گیا "بھوک ہڑتال چھوڑ دو"۔ اس روز دس بجے شب کے لگ بھگ حافظ عزیز الرحمٰن تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں لاہور سے مختلف راہ نماؤں کا پیغام آیا اور دین پور شریف سے حضرت مولانا عبدالہادی نے تار دیا ہے۔ ایک اور تار حضرت عبداللہ درخواستی کا ہے کہ بھوک ہڑتال چھوڑ دو۔ تمہاری زندگی ضروری ہے"۔ راقم نے حافظ جی کو ٹال دیا کہ صبح سوچیں گے۔ وہ چلے گئے۔ راقم تین بجے سو گیا۔ اذان کے وقت خواب دیکھا کہ جنت الفردوس کی ایک رَوش پر، سیّدنا مہر علیشاہ قدس سرہٗ العزیز علامہ انور شاہ

نوراللہ مرقدہٗ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کھڑے ہیں۔ راقم کے شانہ کو ان کے مقدس ہاتھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا:

"شورش گھبرانا نہیں۔ آخری فتح تمہاری ہے"۔

جب دن چڑھے راقم کو جگایا گیا تو پائنتی کی طرف پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد، کمشنر کراچی اور سپرنٹنڈنٹ جیل کھڑے تھے۔ تینوں آپس میں کانا پھوسی کر کے چلے گئے۔ راقم ایک جاں بلب مریض کی طرح تھا۔ ایکا ایکی دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد گورنر موسیٰ سے مل کر لوٹے جھنجھوڑ کے جگایا۔ کہنے لگے...

"مبارک ہو، آپ کو حکومت نے رہا کر دیا۔ پولیس چلی گئی۔ اب آپ آزاد ہیں"۔ اس کے بعد انہوں نے انجکشن لگانا شروع کئے اور رات کے آغاز تک انجکشن دیتے رہے اس کے بعد راقم نے ۱۹۶۸ء سے سانحہ ربوہ تک تن تنہا قادیانی امت کا سیاسی محاسبہ جاری رکھا بابو جی قدس سرہٗ نے راقم کو صبح شام کی دعاؤں میں شریک کر لیا۔ آپؒ کے روحانی تصرفات کا فیضان تھا کہ راقم کا قلب مضبوط ہوتا گیا۔ پھر جب جون ۱۹۷۴ء سے تحریک کا فیصلہ کن دور شروع ہوا، تو حضرت بابو جی نوراللہ مرقدہٗ مرض الموت کے نرغہ میں تھے، لیکن آپ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا۔ آپؒ کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ والے یہی ہوتے ہیں۔ راقم نے وصال سے چند دن پہلے نیاز حاصل کیا، تو فرمایا۔

"جدوجہد کیئے جاؤ۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔ پھر خاموش ہو گئے۔ چہرہ مبارک دمک رہا تھا۔ فرمایا ــــــ "آپ مسلط ہو کے رہے گا، نصرت آ چکی ہے۔ میں اعلیٰ حضرتؒ کے پاس جا رہا ہوں۔ اُن سے عرض کروں گا۔ آپ نے جس پودے کی آبیاری کی تھی، وہ پھل لے آیا ہے"۔

●

اور مولوی حسین احمد عمر کے آخری حصے میں حج کرنے گئے تو پانی کے جہاز میں تقریر کی اور معتقدین کو ہدایت کی کہ پہلے مدینہ منورہ جائیں روضہ رسول پر حاضری دیں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت طلب کریں یہ آیت کریمہ تلاوت کی ولو انهم اذ ظلموا الآیه۔

ان حضرات عالیہ کے دل صاف تھے، کسی کی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے بلکہ محض اللہ کے لیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جب اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی علی کو دکھائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی و محبت کو برقرار رکھا۔ اس وقعہ سے ان حضرات کی شخصیت کا پتا چلتا ہے۔ قطعاً بدگمان نہ ہوئے حالانکہ گستاخانہ عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔ وہ علماء اہل سنت کی قدر کرتے تھے اور حتی الوسع بدگمانیوں سے دور رہتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کی دلی آرزو یہ تھی کہ ہر شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ وہ توبہ کے امکان کو مسترد نہیں فرماتے تھے اس لیے اُن گستاخان رسول کے لیے جن کی توبہ یا عدم توبہ کا یقینی علم نہ ہو سکوت کو بہتر خیال فرماتے تھے لیکن ان کی تکفیر کو منع نہیں فرماتے تھے اور ان گستاخانہ عبارات کا جو دل سے قائل ہوتا اس کو کافر قرار دیتے۔ (فتاویٰ مظہری، کراچی)

Scanned by CamScanner

سیرتِ امیرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ

سید اختر حسین شاہ

محمد طاہر فاروقی

علی پور سیداں

ضلع نارووال

Scanned by CamScanner

سرفراز فرمائیں۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان اور اعتقاد جس طرح رب تعالیٰ کی ذات و صفات پر کامل درجے کا تھا، اسی طرح آپ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ہر کام اور ہر وقت میں کامل اتباع مقصود ہوتا تھا، اور اسی لئے آپ ہمہ وقت عشقِ رسولؐ میں سرشار رہتے تھے۔ حرمین الشریفین کا سفر درپیش ہوتا تو آپ قبل از وقت روانہ ہوتے تاکہ ایام حج سے قبل زیادہ سے زیادہ مدت مدینہ منورہ میں اور دربارِ رسول کی حاضری میں صرف کر سکیں۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کی محبت اور حضور کا ادب

"حج و زیارت" کے بیان میں آچکا ہے کہ نعت کے والہانہ اشعار آپ کو کیسا بے تاب کر دیتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک سے آپ کو روحانی کیف اور قلبی سرور حاصل ہوتا تھا۔ اور آپ کا جی چاہتا تھا کہ یہی مبارک ذکر جاری رہے۔ آپ کی محفلوں میں نعت خوانی عام طور پر ہوا کرتی تھی۔ آپ اچھے اشعار بار بار سنتے اور نعت خوانوں کی ہمت افزائی فرماتے۔ ان کو نقد انعامات سے نوازتے۔

یہ ذکر بھی پہلے آچکا ہے کہ اگر کوئی بدبخت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کسی طرح کی گستاخی کا ارتکاب کرتا تو آپ بے قرار ہو جاتے۔ اور اس کی قرار واقعی سرزنش فرماتے۔ آپ کو یہ گوارا نہ ہوتا کہ کسی قسم کی بدتمیزی اور ہرزہ سرائی آپ کے علم میں آئے اور آپ اس گستاخ شخص کو ضروری سزا فوراً ہی نہ دیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ کی ہر شے سے آپ کو کمال محبت و عقیدت تھی۔ جس کا تفصیلی ذکر پہلے آچکا ہے۔ اگر کوئی شخص مدینہ شریف کی کسی چیز کا ذکر نامناسب یا معترضانہ انداز میں کرتا تو آپ اس کو سخت تنبیہہ فرماتے۔ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک عزت و احترام سے اچھے اور مناسب الفاظ میں کرتا، اس سے آپ بہت خوش ہوتے، اور اپنی خوشنودی کا اظہار بھی فرماتے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا۔ علامہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی بھی جلسہ کی شرکت

کے لئے آئے تھے۔ انھوں نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "میں نے سنا ہے اہلِ لاہور میرے درپے آزار ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟" آپ نے فرمایا "مولوی صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔" مولوی صاحب نے کہا "میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں۔ یہی میرا عقیدہ ہے۔ میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کرسکتا ہوں۔" حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوگئے اور آپ نے علامہ صاحب کو گلے لگا لیا۔ اور فرمایا آپ میرے بھائی ہیں۔ جلسے میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر فرمایا "علامہ شبیر احمد صاحب میرے بھائی ہیں۔ خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ ہو۔ میرے سامنے انھوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کردی ہے۔" مولوی صاحب حضرت کے اخلاقِ کریمانہ سے بہت خوش ہوئے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بلند روحانی مدارج

دربارِ خداوندی اور سرکارِ نبویؐ میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو کیا بلند رتبہ حاصل تھا، اس کا ہم کو کیا علم ہوسکتا ہے۔ یہ البتہ ہم جانتے ہیں کہ دین کی خدمت اور سنتِ نبویؐ کا کامل اتباع کرنے والوں کے لئے مدارج بلند کے وعدے کئے گئے ہیں۔ اور محبتِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ میں سرشار رہنے والوں کا رتبہ اعلےٰ وارفع بتایا گیا ہے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ساری عمر تبلیغ و ارشاد اور خدمت دین و ملت میں صرف ہوئی، اس کا اجر جمیل اور صلۂ عظیم یقیناً بارگاہ ربّ العزت سے عطا ہوا اور آپ ان مراتب بلند اور مدارج عالی پر فائز ہوئے اور آپ کو اخص الخواص کا سب سے اعلےٰ مقام مرحمت ہوا۔

ولایت کا آخری درجہ پانا

حضرت قبلۂ عالم کے وصال کے بعد مولوی عبدالرشید کو جو عرصہ دراز تک علی پور سیداں کے مدرسے میں مدرس اوّل رہے خواب میں آپ کی زیارت ہوئی انھوں نے دیکھا کہ آپ نہایت شاندار لباس زیبِ تن فرمائے ہوئے ہیں۔ آپ نے مولوی سے فرمایا "مولوی! میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں۔ ولایت کے چھتیس ۳۶ درجے ہوتے ہیں۔ چھتیسویں درجے کا خلعت مجھے آج عطا ہوا ہے۔" اس

Scanned by CamScanner

سے ملنے شیخ بڈھا کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ایک حجرہ میں بیٹھے اپنا سبق یاد کر رہے ہیں۔ مٹی کے لوٹے کے اوپر روٹی رکھی ہے۔ روٹی کا لقمہ توڑ کر نمک مرچ لگا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں۔ اور مطالعہ جاری ہے۔ تھوڑی دیر باہر کھڑے ہم یہ شغل دیکھتے رہے۔ اور خوش ہوئے کہ ایسی محنت ہو تبھی اعلیٰ پڑھائی ہو سکتی ہے۔ اچانک صاحبزادہ صاحب کی نظر ہم پر پڑی تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ محبت اور عزت سے پیش آئے۔ کھانے کی تواضع کی۔ مگر ہم کھانا کھا کے ان کے پاس گئے تھے۔ اس لئے معذرت کر دی۔ اور کہا کہ ہم تو صرف آپ سے ملنے اور آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے۔"

سفرِ دہلی

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درسِ نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سراج الملت فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انھوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی۔ اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور آپ کے لئے دعا کی۔ (یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے)

ایک دفعہ مولوی محمد عالم صاحب خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت کی ہم رکابی میں دہلی گئے ہوئے تھے۔ آپ بازار سے گزرتے ہوئے ایک دوکان کے سامنے رُک گئے۔ تو مولوی صاحب نے توقف کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے

تذکرہ حضرت خواجہ سُلیمان تونسویؒ

خواجہ محمد سُلیمان تونسویؒ کے ارشادات و ملفوظات کا گراں قدر مجموعہ

مترجم: صاحبزادہ محمد حسین للہی

اہل اللہ کے ملفوظات و مکتوبات میں آج بھی دلوں کو عشق الٰہی کی گرمی پہنچانے اور معرفت حق کی چاشنی کا مزا دینے کی تاثیر موجود ہے۔ ان کے مطالعہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق، مادیت و دنیا پرستی سے نفرت اور آخرت کی طلب و یاد دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ مولوی دیدار بخش پاک پٹنی نے ایک دفعہ جرأت کر کے پوچھا۔ کہ "حضرت اس وقت قطب مدار یعنی غوث کون ہے؟" تو فرمایا "تو ہیں وے توں"، یعنی اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا۔ مؤلف مناقب نے حجاز کے ایک مجذوب کے چند کلمات حضرت خواجہؒ کے متعلق نقل کیے ہیں۔ اس نے ایک شخص حاجی عبداللہ کو کہا: "اَیْنَ شَیْخُکَ؟" انہوں نے کہا "فِی بِلَادِ الْمُلْتَان" کہنے لگا "ہاں ہاں سلیمان" پھر کہنے لگا۔ "ھو شیخنا ھو تاجنا ھو شیخ المغرب والمشرق ولی اللہ کثیر الاخلیفۃ اللہ واحد وھو خلیفۃ اللہ"

آپ کی مقبولیت عند الناس کے متعلق سرسیّد احمد خاں مرحوم جو کہ آپ کے ہمعصر تھے۔ آثار الصنادید میں لکھتے ہیں: "ان کی شہرت قاف سے قاف تک ہے"۔

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی چشتی دیوبندیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اپنے زمانہ کے آفتاب تھے۔" (بیان کردہ سید انور حسین بندی نفیس رقم)

علماء اور عوام کے علاوہ بڑے بڑے والیانِ ریاست اور جاگیردار نیاز مندانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اکثر والیانِ ریاست کا معمول تھا۔ کہ گدی پر بیٹھتے وقت آپ کے دستِ مبارک سے پگڑی بندھواتے، بہاول پور کے نواب صاحب، افغانستان سے شاہ شجاع اور امیر دوست محمد خاں اور پنجاب، سرحد اور افغانستان کی چھوٹی بڑی ریاستوں کے نواب کئی دفعہ آپ کی خدمت میں عقیدت و ارادت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بے شمار شعراء نے ہندی، فارسی اور عربی میں نعتیں اور قصائد لکھے، یہ سب نعتیں اور قصائد عقیدت و ارادت کی تصاویر ہیں جن سب کو ہم بخوفِ طوالت یہاں نقل نہیں کر سکتے۔ صرف دو دو تین تین اشعار نمونتہً یہاں نقل کیے جاتے ہیں:۔

محمد نغزی پشاوری ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں:۔

سلطان چار طاق و سلیمانِ نہ رواق — خانِ جہاں و جانِ جہانبانِ جن و ناس
نغزی اگر بہ لطف کنی خدمتش قبول — منت نہد بجاں و بجا آورد سپاس

Scanned by CamScanner

مولانا حکیم سیّد برکات احمد
سیرت اور عُلوم

محمُود احمد برکاتی

برکات اکیڈمی کراچی
۲۹۸ اے لیاقت آباد نمبر ۴ کراچی

Scanned by CamScanner

طرف کے علماء کے علمی مقام و مرتبت حسن سیرت اور دینی و علمی خدمات کا کھل کر اعتراف فرماتے دونوں کے محامد و محاسن کے قدر شناس تھے' دونوں کے شدت پسندانہ انداز فکر اور جنگ جویانہ طرز تحریر پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار فرماتے اور دونوں کی مناظرہ بازیوں سے بے تعلق رہتے' ان کی درس گاہ میں نہ علماء ماضی قریب کی آویزشوں کا تذکرہ ہوتا نہ معاصر علماء کی باہم چشمکوں کا' بالعموم اس قسم کی باتوں سے بے خبر ہی رہتے ان کے تلامذہ بھی ان کی محفل کے اس رنگ میں رنگ جاتے تھے اور برکاتی و خیر آبادی درس گاہیں' دیوبندی و بریلوی مسلک کے علما کی درس گاہوں سے یک سر مختلف نظر آتی تھیں۔ مولانا معین الدین اجمیری نے ایک استفتا کے جواب میں کہ کیا حضرات (شاہ محمد اسماعیل' مولانا محمد قاسم' مولانا رشید احمد) کافر ہیں ؟ تحریر فرمایا تھا کہ یہ حضرات مسلمان اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں' (۲۰۷ براۃ الابرار)

میں نے مولانا برکات احمد کے دسیوں تلامذہ سے دریافت کیا کہ فلاں فلاں علماء اور فلاں فلاں مسائل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟ تو سب ہی نے یہ جواب دیا کہ ہمارے حضرت کے یہاں تو اس قسم کی باتوں کا کبھی ذکر نہیں آتا تھا اس محفل کا تو رنگ ہی دوسرا تھا' یہی رنگ دوسری نسل میں بھی برقرار رہا اور مولانا کے تلامذہ کے تلامذہ کا بھی یہی ذہن بن گیا تھا' میں نے ایک بار مولانا معین الدین اجمیری کے تلمیذ رشید مولانا نجم الحسن خیر آبادی مرحوم سے اس سلسلے میں سوال کیا تھا تو' مولانا نے جواب میں لکھا تھا کہ مولانا عبدالحق اور ان کے تلامذہ کا مسلک اعتدال پسندی تھا' مولانا عبدالحق کے جید تلامذہ مولانا عبدالعزیز' مولانا برکات احمد' مولانا نادر الدین' مولانا فضل حق رام پوری' مولانا ہدایت علی بریلوی' مولانا ماجد علی وغیرہ کی کسی سے (مخالفین) کی تکفیر ثابت نہیں ہے' مولانا اجمیری سے کبھی تفصیلی سوال کی نوبت نہیں آئی یہ سب حضرات معتدل مسلک کے حامل اور اپنے عقیدے میں پختہ رہ کر دوسروں کے ساتھ رواداری پر کار فرما تھے۔"

مولانا کو اگر امکان نظیر اور امکان کذب' انعقاد مجلس میلاد اور قیام فی المیلاد کے

Scanned by CamScanner

سلسلے میں ایک گروپ سے اختلاف تھا تو علم غیب، تقبیل ابہامین طواف مزارات، بوسہ قبور وغیرہ کے سلسلے میں دسرے گروہ کے علما سے آپ نے افکار مختلف تھے مگر امکان نظیر اور امکان کذب کے علاوہ کسی مسئلے میں بھی از خود اظہار خیال نہیں فرمایا، دوسرے مسائل میں جب بھی اظہار خیال فرمایا تو بڑے اصرار اور بار بار کے تقاضوں کے بعد۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے بعض نظریات سے برملا اختلاف کیا تھا، لیکن ان کی سیرت کے سلسلے میں بارہا یہ واقعہ بڑے تاثر کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ والد ماجد (مولانا حکیم دائم علی) مولانا محمد قاسم کے خواجہ تاش تھے اس لئے ایک بار مجھے ان سے ملانے کے لئے دیوبند لے گئے تھے، جب ہم پہنچے تو مولانا چھتہ کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا قلب ذاکر تھا اور ذکر بھی با لجہر کر رہا تھا۔

مولانا احمد رضا خان صاحب کا نام صرف ایک بار زبان قلم پر آیا تھا اور وہ بھی ایک خط میں (مولانا حافظ احمد موسی امام مسجد ناخدا کلکتہ کے اصرار پر) مجھ کو نہ مولوی احمد رضا خان صاحب سے بحث ہے نہ اہل دیوبند سے کچھ تعرض ہے، میرے عقائد عقائد سلف ہیں اس سے اصلا تجاوز نہیں کرتا آج تک میں نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی تصانیف نہیں دیکھیں البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں، تفصیل ان کے عقیدے کی آج تک مجھ کو معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

ایک بار ایک صاحب نے بہت اصرار کیا تو ان کی تحریر فرمایا

انکار و گریز

مجھ کو ہمیشہ سے نفرت ہے کہ ایسے مسائل مختلف فیھا میں اپنی جان کو ڈالوں اور اپنی تصنیع اوقات ایسے مسائل غیر ضروریہ میں کروں (مکتوب بنام احمد موسیٰ صاحب (کلکتہ)

Scanned by CamScanner

تذکرہ

مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ محمدی شریف، ضلع چنیوٹ، پاکستان

مرتبہ:

حافظ محمد سعد اللہ

مولانا محمد ذاکر اکیڈمی، محمدی شریف ضلع چنیوٹ

Scanned by CamScanner

حضرت مولانا تمام مکاتب فکر سے متعلق لوگوں کو کتنی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے اور کس طرح ان کا احترام کرتے تھے۔ اس کی ایک چشم دید گواہی ان کے بھتیجے محترم میاں محمد مختار عمر صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے:

میاں صاحب نے اپنی ایک یادداشت میں لکھا ہے:

میں (بندہ مختار عمر) اذارے (جامعہ محمدی) میں حضرت مولانا محمد ذاکر رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھا، چند افراد اور بھی حاضر تھے۔ صبح دس، گیارہ بجے دن کا وقت تھا تبلیغی جماعت کے چند افراد بستر اٹھائے جامع کی مسجد کے شمال والے دروازے سے داخل ہو رہے تھے۔ حضرت مولانا کی نگاہ جب اُن پر پڑی تو خوشگوار موڈ میں زیر لب مسکراتے ہوئے فرمایا: جس شخص نے چلتے پھرتے فرشتے دیکھنے ہوں وہ ان لوگوں کو دیکھ لے۔

حافظ نور احمد بھٹہ مرحوم ایڈووکیٹ چنیوٹ ساکن پیپل بھٹیاں نے مجھے اپنا واقعہ سنایا، حافظ صاحب کہتے ہیں۔ وکالت پاس کرنے کے بعد میں نے حضرت مولانا مودودیؒ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا تو مجھے ان کا سیاسی پروگرام پسند آ گیا لیکن میرے لیے یہ مشکل درپیش تھی کہ میں حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ کا دست بیعت تھا اور شاگردی کا شرف حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمہ اللہ (فیصل آباد) سے حاصل تھا اور ان کے مسلک پر کاربند بھی تھا۔ ادھر جماعت اسلامی اُدھر حضرت مولانا سردار احمد رحمہ اللہ جیسے متشدد بریلوی کا شاگرد اور پھر حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ جیسے معتدل مزاج رکھنے والے روحانی پیشوا کا مرید۔ یہ ایک متضاد قسم کا رویہ تھا۔ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ میں کیا کروں۔ علاقائی طور پر حضرت مولانا محمد ذاکر رحمہ اللہ سے بہت متاثر تھا اور ان کی ذات گرامی پر پورا پورا اعتماد بھی رکھتا تھا۔ میں حضرت مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا پورا مدعا بیان کرتے ہوئے مشورہ طلب کیا۔ یا حضرت! کیا میں جماعت اسلامی میں شامل ہو کر ملک وقوم کی خدمت کروں یا نہ کروں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک مشفق اور محسن رہنما کی طرح حضرت مولانا نے بڑی ہی خندہ پیشانی سے فرمایا، حافظ صاحب! جماعت اسلامی بڑی اچھی جماعت ہے۔ اس کا سیاسی پروگرام بہت اچھا ہے، آپ نوجوان ہیں۔ وکالت پاس ہیں۔ آپ اس میں ضرور شامل ہو کر ملک وقوم کی خدمت انجام دیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں، حضرت مولانا رحمہ اللہ کے الفاظ میں ایسی اپنائیت

Scanned by CamScanner

دارالعلوم کے شاندار استقبال اور باہمی نہایت اخلاص ومحبت کے اظہار کو اکثر دہرایا کرتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس فراخدلی اور مسرت کے جذبات کے ساتھ حضرت صاحب ادام اللہ برکاتہم نے انتظامیہ دارالعلوم دیوبند کی دعوت کو قبول فرمایا اور جس والہانہ انداز میں جناب مہتمم صاحب، حضرت سید انور شاہ صاحب، اساتذہ کرام اور طلبہ نے استقبال کیا اور دارالعلوم میں پورے دن کی چھٹی کی۔استقبالیہ جلسہ کرکے مہمان کا شکریہ ادا کیا۔دارالعلوم میں ایک یادگار دن تھا۔

آپ تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب نے دارالعلوم دیوبند کی علمی اور مجاہدانہ خدمات کو دلی خراج عقیدت پیش فرمایا اور فرمایا تھا کہ میں نے صحیح حنفیت یہاں دیکھی ہے۔

حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ سیالوی دارالعلوم دیوبند سے کلیر شریف روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے شرف رفاقت کی اجازت بخشی۔دوران سفر دارالعلوم دیوبند کی علمی و سیاسی خدمات کی متعدد مواقع پر تعریف فرمائی۔اور جب واپس دیوبند لوٹنے لگا تو خاص اہتمام کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب سید انور شاہ صاحب کی خدمت میں سلام اور شکریہ عرض کرنے کا حکم دیا۔جب ان ہر دو حضرات کی خدمت میں آپ کا مخلصانہ سلام پہنچایا گیا تو وہ سب محظوظ ہوئے۔حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مجاہد مرد مومن کی جو تعریفیں آتی ہیں۔ حضرت صاحب سیالوی فی الواقع ان کے صحیح مصداق ہیں۔

دورہ حدیث شریف کی تکمیل اور واپسی:

ڈائری میں ۳۱ر دسمبر کے صفحہ پر اپنے دورہ حدیث شریف کے اختتام کو یوں تحریر فرمایا ہے۔

''۱۰ر رجب کو ترمذی شریف ختم ہوئی۔حضرت شاہ صاحب قبلہ نے ماثورہ دعائے خیر فرمائی۔بہت لطف آیا۔

۱۱ر رجب کو ابوداود شریف کا ختم ہوا۔حضرت میاں صاحب نے قرأت فرمائی۔

۲۲ر رجب کو مسلم شریف ختم ہوئی۔

۲۹ر رجب کو شمائل ترمذی ختم ہوئی۔

Scanned by CamScanner

تحت تھا۔ نواب آف بہاولپور کا براہ راست دخل تھا۔ لیکن آفیسران محکمہ تعلیم یا ریاست کی انتظامیہ میں سے کسی بڑے سے بڑے عہدیدار کی مجال نہ تھی کہ مولانا کے مشورے اور اجازت کے بغیر ادارہ کے کسی معاملہ میں دخل دے سکے۔ امتحانات، تعطیلات اور دیگر امور میں مولانا نے محکمہ کی ہدایات کی کبھی پابندی نہیں کی تھی۔ بلکہ ہمیشہ اپنی ہی رائے کے مطابق جملہ امور طے کرتے رہے۔ جناب علامہ گھوٹوی صاحب مرحوم نے علماء کرام (اساتذہ) کا تقرر، ترقیاں اور فراغت اپنے ہی ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں چوٹی کے ماہر اساتذہ تھے۔ جن میں نائب شیخ الجامعہ مولانا عبید اللہ صاحب، مولانا محمد صادق صاحب (شیخ الفقہ) مولانا محمد فاروق صاحب (شیخ الحدیث) جیسے بلند پایہ اساتذہ موجود تھے۔ طلبہ کی رہائش، خورد ونوش کا انتظام خاصا معقول تھا۔

مولانا محمد ذاکر دار العلوم نعمانیہ ملتان سے جامعہ عباسیہ میں پہنچے، داخلہ لیا اور چند ہی ایام میں اساتذہ کی نظر میں مقبول ہو گئے۔ حضرت شیخ الجامعہ کے علاوہ مولانا محمد صادق صاحب کی خصوصی نظر کرم کو اپنی طرف مبذول کر لیا۔ آپ نے یہاں ۱۸-۱۹۱۷ء میں تعلیم حاصل کی، اساتذہ اور مدرسہ کے نظام کے ضمن میں مولانا اس مدرسہ سے خاصے متاثر ہوئے۔ خصوصاً جامعہ عباسیہ میں دینی و دنیوی تعلیم کا امتزاج، دیوبندی اور بریلوی مسلک کے علماء کا مل کر رہنا، طلبہ میں اعتدال کا رنگ اور شیخ الجامعہ کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ روحانیت میں ان کا بلند مقام آپ کے ذہن میں نقش ہو گیا۔ کیونکہ طبعی فطری طور پر مولانا کو بھی انہی چیزوں کی جستجو تھی۔

علامہ انور شاہ کشمیری کی خصوصی شفقت:

مولانا عبدالحق صادق جامعی مرحوم کی روایت ہے: ''راقم الحروف ایک دفعہ مولانا کے استاذ حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ راقم جامعہ محمدی شریف سے آیا ہے۔ تو مولانا محمد صادق صاحبؒ نے حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ مولانا نے منجملہ دوسری بہت سی باتوں کے ایک خاص لطیفہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند بہاولپور تشریف لائے۔ چیدہ چیدہ طلبہ اور اساتذہ موصوف کی زیارت کے لیے گئے۔ ان میں مولانا

Scanned by CamScanner

محمد ذاکر صاحب نے بھی وہاں حاضری کی اجازت چاہی، ہم نے انہیں منع کر دیا کہ تم حضرت کشمیریؒ کی خدمت میں نہیں جا سکتے۔ مولانا نے لجاجت سے کہا کہ مجھے ضرور ہمراہ لے جاؤ۔ ہم نے کہا تم وہاں جاؤ گے تو خواہ مخواہ ہاتھ چومو گے، پاؤں پر گرنے کی کوشش کرو گے اور مولانا انور شاہ صاحب ایسی حرکات سے سخت منع فرماتے ہیں۔ وہ ہم سے بھی ناراض ہوں گے۔ اس لئے ہم تمہیں ساتھ نہیں لے جاتے۔ آپ نے بڑے وثوق کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں صرف زیارت کرنے پر اکتفا کروں گا۔ کوئی ایسی حرکت قطعاً سرزد نہیں ہوگی۔ اس وعدہ کی توثیق کے بعد ہم نے انہیں ساتھ لے لیا۔ جب ہم سبھی وہاں حاضر ہوئے۔ سب نے مصافحہ کیا۔ یہ سب کے پیچھے تھے۔ بلکہ ہم نے قصداً انہیں سب سے آخر میں رکھا۔ جب سبھی نے مصافحہ کر لیا تو یہ صاحب حاضر ہوئے۔ مصافحہ کیا۔ بے ساختہ چیخ منہ سے نکلی اور پاؤں پر گر پڑے۔ ہم ڈر رہے تھے کہ اسے تو جو کچھ کہیں گے، وہ سن لے گا۔ ہماری بھی شامت آئی۔ لیکن کیا دیکھتے ہیں خلاف توقع آپ نے محمد ذاکر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اٹھایا۔ پیار کیا اور اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور پیٹھ پر بڑے پیار سے تین دفعہ تھپکی دی اور مجلس کی برخاست تک آپ کو حضرت شاہ صاحب نے اپنے پہلو میں ایسے بٹھائے رکھا۔ جیسے کوئی شفیق باپ اپنے لاڈلے اور بھولے بھالے بچے کو گود میں لے لیتا ہے۔ اب تو ہمیں محمد ذاکر کی قسمت پر رشک آ رہا تھا۔ لیکن یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے" (مولانا صادق جامعی: تذکرہ مولانا محمد ذاکر غیر مطبوعہ)

فرشتہ صفت طالب علم:

مولانا جامعی کے بقول مولانا محمد صادق صاحب رحمہ اللہ نے مولانا محمد ذاکر صاحب کے حالات بتلاتے ہوئے یہ بھی کہا کہ سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم و تربیت رہے ہیں۔ وہ طالب علم جس کے بچپن اور جوانی کی معصومیت کی قسم کھائی جا سکتی ہے وہ محمد ذاکر ہے۔ غالباً محمد ذاکر کی عمر اس وقت چودہ یا پندرہ سال تھی جب جامعہ عباسیہ آئے تھے۔ جماعت میں بیٹھے ہوئے جب میری ان پر نظر پڑتی تو مجھے یوں محسوس ہوتا میں انسان کو نہیں بلکہ فرشتہ کو دیکھ رہا ہوں۔

Scanned by CamScanner

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Scanned by CamScanner

حضور کے بدن مبارک کی طرف غور جو کیا۔ تو نظر آیا کہ آپ کو سانس مطلق نہیں آتا۔ تقریباً دس یا پندرہ منٹ تک یہی حال رہا۔ میں نے پریشان ہو کر سائیں محمد علی شاہ سے کہا کہ دیکھو تو حضرت کو سانس نہیں آتا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ حضور جاگ اٹھے اور آنکھ کھول کر فرمایا۔ کیا باتیں کر رہے ہو۔ میں نے وہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہم مدینہ شریف گئے ہوئے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید آپ خواب میں مدینہ شریف تشریف لے گئے ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے نور باطن سے میرے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے اب بھی موجود ہیں جو نظر اٹھانے میں مدینہ شریف پہنچ جاتے ہیں۔ اور نظر نیچی کرنے میں یہاں واپس آجاتے ہیں۔

خواب کی کیفیت:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری ادام اللہ تعالیٰ فیوضہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مخدومنا توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بر سبیل تذکرہ عاجز سے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ جلد حضور تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا۔ مگر میں بے اختیار جا رہا تھا۔ آخر مولانا سے آگے ہو گیا اور پہنچ گیا۔

درود شریف کی برکت:

مولانا ممدوح اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز محمد مشتاق احمد نے حضرت عارف کامل سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا اس حالت میں دیکھا ہے کہ حضرت ممدوح بعد نماز عصر یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اللّٰھمّ صلّ علٰی سیّدنا محمد و علی ال سیّد نا محمد بعد دکلِّ ذرّۃٍ مائۃ اَلْفِ اَلْفِ مرۃٍ۔ پڑھتے پڑھتے بعض وقت حضوری ہو جاتی تھی اور بے اختیار سر زمین پر جھکا دیتے تھے۔ گویا بے ہوش ہو جاتے تھے۔ عجیب فیض اس وقت وارد ہوتا تھا۔

Scanned by CamScanner

اتنے میں وہ آدمی آپہنچا۔ کہنے لگا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ مٹھائی نہ کھانا۔ میں نے کہا۔ وہ تو پہلے ہی تمام کیچڑ میں گر گئی۔

حق پر ہونا:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری کا بیان ہے کہ کسی زمانہ میں غیر مقلدین انبالہ نے بحث مباحثہ اہل سنت مقلدین سے شروع کر رکھا تھا۔ نا اتفاقی زیادہ ہوگئی تھی۔ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان دنوں کا قصہ مجھ سے اس طرح فرمایا ۔کہ مجھے یہ خیال آیا کہ غیر مقلدین جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہیں۔ تو ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے اور فکر میں تھا کہ اس کے متعلق مجھے جو حق ہو معلوم ہو جائے۔ آخر الامر ایک شب یہ خواب دیکھا۔ کہ ایک احاطہ میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں۔ اس احاطہ کا صرف ایک دروازہ ہے۔ گرداگرد دیوار ہے۔ دیوار کے باہر نصاریٰ بھی کھڑے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نصاریٰ کی پشت ہے۔ اور غیر مقلدین بھی دیوار احاطہ کے باہر ہیں۔ ان کا چہرہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔ مگر اندر جانے کا دروازہ انہیں نہیں ملتا۔ دیوار احاطہ کے باہر کھڑے ہیں۔ اور اہل السنّت والجماعت مقلدین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بے تکلف دروازہ سے اندر جاتے ہیں اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خواب دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ مقلدین امام اعظم و دیگر مقلدین ائمہ حق پر ہیں اور غیر مقلدین غلطی پر ہیں۔ کہتا ہے عاجز مشتاق احمد کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قصہ خواب کے ذکر کرنے کے بعد انبالہ ہی میں اس عاجز نے حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ مدرس اول دیوبند کو خواب میں دیکھا کہ عاجز سے فرماتے ہیں۔ تو کل شاہ نے جو خواب تمہارے سے بیان کیا۔ وہ صحیح ہے۔ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ انتہیٰ

علم کے مومن:

جناب مولوی محبوب عالم صاحب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وسعت علم کا حال حضور علیہ الرحمۃ سے یوں نقل کرتے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ایک دفعہ ہم مراقبہ میں تھے۔ ہم نے

Scanned by CamScanner

6۔ حضرت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

7۔ حضرت محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

8۔ حضرت میاں عطاء محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

9۔ حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

10۔ حضرت مولانا شیر محمد خان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

11۔ حضرت مولانا محمد شریف بدخشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

12۔ حضرت مولانا مولوی فتح محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

13۔ حضرت مولانا مولوی رسول بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

14۔ حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

15۔ حضرت میاں شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

16۔ حضرت منشی احمد جان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال مبارک:

حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک ۱۳ شوال المکرم ۱۲۸۲ء میں ہوا آپ کا مزار مبارک مکان شریف میں مرجع خلائق ہر خاص و عام ہے۔

❋❋❋

Scanned by CamScanner

یا اللہ　　اللہ اکبر　　یا رسول اللہ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

سورہ یونس، آیت ۶۲

مخزنِ کرم

یعنی

قدوۃ السالکین عمدۃ الصالحین حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب

غوث الاغیاث محی السنۃ قاطع البدعۃ فنافی الرسول جگر گوشہ بتول،

جناب حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

حضرت کرمانوالے قدس سرہ العزیز

کے

سوانح حیات، دل آویز ملفوظات، نوادر، مکاشفات، کرامات، تصرفات

کا پُر بہار گلدستہ

تالیف لطیف

چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی (میرووالی)

مکتبہ حضرت کرمانوالا چوک کرمانوالا مقبول سٹریٹ افضال روڈ

سمانہ کالونی لاہور فون نمبر: 7257622

Scanned by CamScanner

یا اللہ ج　　اللہ اکبر　　یا رسول اللہ ﷺ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

سورہ یونس، آیت ۶۲

مخزنِ کرم

یعنی

قدوۃ السالکین عمدۃ الصالحین حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب
غوث الاغیاث محی السنّۃ قاطع البدعۃ فنا فی الرّسول جگر گوشۂ بتول،
جناب حضرت پیر سیّد محمّد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

حضرت کرمانوالے قدس سرّہ العزیز

کے

سوانح حیات، دِل آویز ملفوظات، نوادر مکاشفات، کرامات، تصرّفات
کا پُر بہار گلدستہ

تالیف لطیف

چودھری نُور احمد مقبُول نقشبندی مجدّدی (میرووالی)

مکتبہ حضرت کرماں والا چوک کرمانوالا مقبول سٹریٹ افضال روڈ
سانده کلاں لاہور فون نمبر: 7237622

Scanned by CamScanner

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (بھارت):

اُن ایام میں یہ مدرسہ تشنگان علم دین کی سیرابی کا مشہور مرکز تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا سیّد قطب الدین شاہ نے نصیحت فرمائی بیٹا! وہ علم حاصل کریں جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ جو صرف قیل وقال تک محدود ہو۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مولٰنا خلیلؒ احمد رحمتہ اللہ علیہ صدر مدرس سے سند تکمیل حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرّب واقع شیخ پورہ محلّہ میں مولٰنا عبدالعلیٰ قاسمی صاحب سے 1327ھ میں دورہ حدیث کی تکمیل کی۔

خطابت:

صوفی محمد ابراہیم میرووالی ضلع شیخوپورہ نے بیان کیا کہ حضرتؒ قبلہ کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قیام دہلی کے دوران مدرسہ میں مجالس مذاکرہ وقتاً فوقتاً منعقد ہوا کرتی تھیں۔ طلباء کو تقریر کا موقع ملتا مگر میں جان بوجھ کر وقت نہ لیتا۔ ایک موقعہ پر کثیر طلباء شریک ہوئے۔ علمی تقریریں ہو رہی تھیں۔ طلباء اپنے اپنے پسند کے موضوع پر خطابت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ میر مجلس نے مخاطب ہو کر مجھے فرمایا ''آپ بھی کچھ کہیں'' چنانچہ میں اُٹھا اور سورۃ النساء آیت ۷۸ تلاوت کی ''این ماتکونو یدرککم ..... مشیدہ'' ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (کنزالایمان)

میں نے اس کی تفسیر میں اردو زبان میں ایسی تقریر کی کہ میرے شریک درس طلباء انگشت بدنداں تھے اور اساتذہ داد دے رہے تھے۔ تقریر ایسی پُر اثر تھی کہ دنیا کی بے ثباتی اور یادالٰہی کی اہمیت ہر سامع کے دل میں گھر کر گئی کہ سامعین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

؎ خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تُو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ اپنے وطن مالوف موضع کرمونوالا شریف واپس آ گئے۔ گاؤں میں اہل سنت و جماعت کی ایک چھوٹی سی مسجد تھی آپ نے اس مسجد میں چند طالب علم جمع کر کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ان ہی ایام میں آپ کے پیرومرشد

Scanned by CamScanner

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک دُنیا بھر کے
ایک ہزار سے زائد حنفی عُلماء و فُقہا کا مُستند تذکرہ
اُردو میں اپنے موضوع پر واحد کتاب

حدائقِ الحنفیہ

مولوی فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ

مرتبہ مع حواشی و تکملہ
خورشید احمد خان

المیزان

Scanned by CamScanner

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم[1] بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی : ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے، نام تاریخی آپ کا خورشید حسین ہے، علامۂ عصر، فہامہ دہر، فاضل متبحر، مناظر، مباحث، حسن التقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ لڑکپن ہی سے ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، جری تھے۔ مکتب میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کر لیا۔ خط اس وقت بھی سب لڑکوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا، اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے، چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کئے۔ عربی آپ کو شیخ نہال احمد نے شروع کرائی پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہاں محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۶۰ھ میں مولوی مملوک العلی کے پاس دہلی میں جا کر تحصیلِ علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو شاہ عبد الغنی محدث سے پڑھا۔ جب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس رہے، پھر مطبع احمدی میں تصحیح کتب پر مقرر ہو گئے اور تحشیہ و تصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔

آپ کا قول ہے کہ بہ ایام طالب علمی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں نکل کر جاری ہو رہی ہیں۔ جناب والد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بہ کثرت جاری ہوگا۔ ۱۲۷۷ھ میں حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے، ۱۲۸۵ھ میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آ کر تدریس و تنشیرِ علوم میں مشغول ہوئے۔ سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے کہ نہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب و غرائب تحقیقات ہر فن میں کرتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہو جاتی تھی۔ پادری تارا چند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ ۱۲۹۳ھ میں چاندپور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم وہاں جمع ہوئے تھے، اس میں آپ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف و موافق مان گئے۔ ۱۲۹۴ھ میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند سرستی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث وجود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا پھر عیسائیوں سے تحریف میں

---

[1] محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد نعمی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم۔ (سوانح قاسمی)

گفتگو ہوئی اور عیسائی ایسے بے سروپا بھاگے کہ ٹھکانہ نہ معلوم ہوا حتی کہ اپنی بعض کتابیں بھول گئے، ان مباحثوں کا حال آپ نے ایک رسالہ میں مرتب کیا اور اس کا نام حجۃ الاسلام رکھا، اسی سال آپ پھر حج کو تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو تپ میں مبتلا ہو کر کسی قدر عرصہ تک بیمار رہے اسی اثنار میں دیابند سرستی نے پھر مسلمانوں کے مذہب استقبال قبلہ پر اعتراض کرنا شروع کیا جس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ قبلہ نما نام تصنیف کیا۔ یوم پنجشنبہ ظہر کے وقت ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ میں ذات الجنب اور تپ کے عارضہ سے وفات پائی اور قصبہ نانوتہ[1] میں دفن کئے گئے۔ "مباحث روشن نفس" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے مولوی محمود حسن دیوبندی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی اور مولوی احمد حسن امروہوی وغیرہ نے پڑھا۔

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری

مولوی احمد علی[2] محدث سہارنپوری : عالم فاضل، فقیہ، محدث، جامع منقول و معقول، حاوئ فروع و اصول تھے۔ حفظ قرآن کے بعد علوم عربیہ وغیرہ میں مشغول ہوئے اور اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے علوم متداولہ حاصل کر کے دہلی میں مولانا محمد اسحاق محدث سے حدیث کو پڑھا اور اس کی سند ان سے لی، پھر حج کیا اور حرمین شریفین کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا اور اجازت حاصل کی پھر دہلی میں آکر مطبع احمدی نام جاری کیا جو غدر تک بڑے زور و شور سے جاری رہا اور اس میں بڑی بڑی علمی کتابیں آپ کے اہتمام اور تحشی سے چھپتی رہیں خصوصاً صحیح بخاری وغیرہ پر آپ نے عمدہ حواشی چڑھائے اور ان میں حنفی مذہب کی خوب تائید کی، علاوہ تحشیہ و تعلیقات کے ایک رسالہ الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی خوب تحقیق و تدقیق سے فارسی میں تصنیف فرمایا جس کا ترجمہ اردو میں اب چھپا ہوا موجود ہے۔ مطبع شکست ہونے کے بعد آپ اپنے وطن مالوف سہارنپور میں آگئے جہاں مرض فالج سے ۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ میں وفات پائی۔ "خزانہ خوبی" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے بذریعہ تدریس اور انطباع کتب علمیہ کے بڑی تنشیر علمی ہوئی۔

شیخ عماد الدین

شیخ عماد الدین بن عبد الرسول بن ابراہیم بن اسلم بن یحییٰ رفیقی : لبیب فاضل، ادیب کامل، عالم نحریر، محدث، فقیہ، اورع، اعبد تھے ۱۲۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ و متعارفہ کو اپنے زمانہ کے اساتذہ

---

[1] آپ دیوبند میں مدفون ہیں۔ (مرتب)

[2] مولانا احمد علی بن لطف اللہ۔ (نزہۃ الخواطر) (مرتب)

جن کے ساتھ سب شاہ و گدا ہیں
یہ وہی کرمانوالے شہنشاہ ہیں

ایں کتاب موسومہ

معدنِ کرم

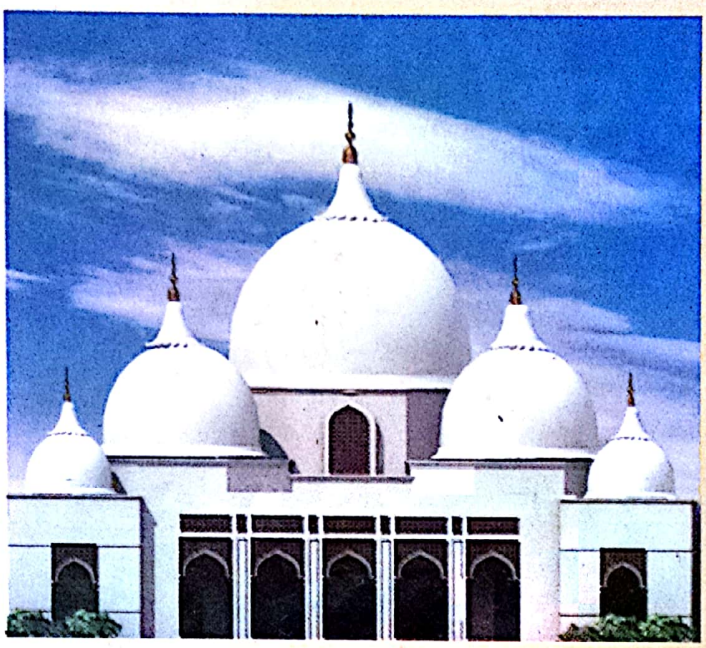

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

مشتمل بر احوال و آثار

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے

مولف

محمد اکرام ایم اے

زیرِ سرپرستی

پیر الحاج انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی دامت برکاتہم القدیر

خلیفہ مجاز حضرت کرماں والا شریف

Scanned by CamScanner

میں شراب سے سخت نفرت پیدا ہوگئی اور پھر اس کی بُو بھی اُن کے لیے بے حد تکلیف دہ ہوتی۔

تحصیل دار صاحب دیسال پور حضرت قبلہؒ کے معتقد تھے۔ حجرہ شاہ مقیم کے گدی نشین پیر عارف علی شاہ صاحب اور پیر سید علی شاہ صاحب حضرت قبلہؒ کے پاس تشریف لائے اور تحصیل دار صاحب مذکور کے نام ایک سفارشی رقعہ تحریر کرنے کی درخواست کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ آپ کا منشا یہ ہے کہ بھائی کا حصہ بھی آپ کو مل جائے۔ مگر وہ رقعہ حاصل کرنے پر اصرار کرتے رہے۔ بالآخر حضرت قبلہ نے رقعہ تحریر کر دیا کہ قرآن پاک کی رو سے اُن کا فیصلہ کر دیا جائے۔

شاہ صاحب نے باہر آکر جب یہ الفاظ پڑھے تو مایوس ہوئے اور رقعہ تحصیل دار صاحب کو نہ پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاریخ مقررہ پر جب عدالت میں حاضر ہوئے تو تحصیل دار صاحب نے سب سے پہلا سوال یہی کیا۔ "لائیں حضرت میاں صاحبؒ کا خط مجھے دے دیں۔ وہ خط کہاں ہے۔" انھوں نے پس و پیش کی اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں ٹالنا چاہا کیونکہ وہ تحریر اُن کے خلاف تھی۔ تحصیل دار صاحب نے مقدمہ کی سماعت کے بعد عین قرآن پاک کے مطابق فیصلہ سُنا دیا جس سے طرفین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہوئی

حکیم محمد اسحاق مرزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب اور ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحبؒ کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرات شرق پور سے تشریف لائے ہیں تو بیساختہ فرمایا۔ "وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے۔ میری تمنا ہے کہ

تھے اور زیادہ وقت اُن کے پاس ہی گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک متقی اور شریف الطبع اُستاد نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآنِ کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروجہ عربی فارسی کُتب کی تعلیم حاصل کی۔

حصولِ علومِ دینیہ ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم اُن دِنوں تشنگانِ علمِ دین کے لیے ایک چشمۂ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا، "برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل وقال تک محدود ہو"۔ چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دِل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہوگئی۔ یہ بات آپ کے دِلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عملِ صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں اُن دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیلِ علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالربؒ میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورۂ حدیث ختم کیا۔

قیامِ دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی۔ ایسی مجلسیں اُس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔ نو آموز طلبہ تقریروں کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور زیرِ تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریکِ محفل تھے۔ علمی تقریریں ہو رہی

حاضر ہوئے اور اولادِ نرینہ کے لیے دُعا کی درخواست کی۔

آپ نے ایک شیرینی (پھل) ان کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جاکر یہ پھل اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ گھر واپس پہنچ کر حسب الارشاد وہ پھل اُنھوں نے اپنی بیوی کو کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دُعا سے ایک تندرست و توانا اور خوبصورت بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام "میر منصور محمود" رکھا گیا اور وہ اب لاہور میں ایک کامیاب وکیل ہیں۔

سنگین مقدمات سے برئیت

میر محمود صاحب کا بیان ہے کہ غالباً ۱۹۳۳ء یا ۳۴ء کا واقعہ ہے کہ حکومتِ پنجاب نے مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم پر ایک سنگین مقدمہ کھڑا کر دیا۔ یہ مقدمہ مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت میں زیرِ سماعت تھا۔ اُن پر جو الزامات عاید کیے گئے تھے اُن کے نتیجہ میں اُن کو سخت ترین سزا دی جا سکتی تھی۔ میر صاحب امرتسر کے رہنے والے تھے اور اُن کی شاہ صاحب سے راہ و رسم تھی سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے اُن کو کہا کہ مونوالہ شریف جاکر حضرت صاحب سے اُن کے حق میں دُعائے خیر کروائیں۔

چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بخاری صاحب کی طرف سے التجائے دُعا کی۔ اس پر آپ نے لٹھے کی ایک ٹوپی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہ ٹوپی سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب کو پہنا دیں اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری کر دیں گے۔ انجام کار مسٹر کھوسلہ نے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کو باعزت بری کر دیا۔

مخلصانہ خدمت کا صِلہ

محمد مہرالدین کھوکھر سکنہ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں ایک وقت اُن پر ایسا بھی آیا کہ وہ سخت

ضیائے مہر

سوانح حیات

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی

بابو جی رحمۃ اللہ علیہ

باجازت

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تالیف

مولانا مشتاق احمد چشتی

مفتی و خطیب درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

Scanned by CamScanner

شامل نہ ہوئے لیکن سفر و حضر میں دعا گو رہتے۔ ۱۹۳۵ء کی تحریک میں علماء و صلحا کی یکجہتی کے لیے لاہور میں مجلسِ مشاورت کا اجلاس ہوا تو آپؒ پہلی دفعہ مدعوبین کی زبردست خواہش پر تشریف لائے۔ آپؒ کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ سیّد عطاء اللہؒ بخاری آپؒ سے کچھ دیر بعد تشریف لائے اور اگلی صف کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ کسی نے کہا "شاہ جی وہ ادھر پیچھے حضرت صاحبزادہ سیّد غلام محی الدینؒ گولڑہ شریف فروکش ہیں۔" شاہ صاحب نے پلٹ کر دیکھا، فوراً آگے بڑھے، آپؒ کے گھٹنے کو ہاتھ لگایا اور جھک گئے کہنے لگے "حضرت آپؒ آگئے، بحمد اللہ ہماری نصرت قریب ہوگئی ہے" میرے سامنے اعلیٰ حضرتؒ آگئے ہیں۔ ہم تو انہی کا مشن لے کر چل رہے ہیں۔ شاہ جیؒ نے دعا کرائی، بابو جیؒ نے دعا کی، بابو جیؒ ہی کا فیضان تھا کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر جو بعض فروعی جھمیلوں کے باعث کبھی اکٹھا نہ ہوتے تھے، اس تحریک میں اکٹھے ہو کر قادیانیت سے ٹکرا گئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس تحریک میں دیوبندی، بریلوی، حنفی، اہل حدیث اور شیعہ ایک ہو کر قادیانیت کے خلاف متحد العمل ہوئے۔ حضرت بابو جیؒ اس وقت کے مقتدرین ملک غلام محمد گورنر جنرل، خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم اور میاں مشتاق احمد گورمانی وزیر داخلہ سے بھی ملے۔ انہیں مسلمانوں کے جذبات اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا اور اسیرانِ تحریک کی مشکلات کے ازالے پر توجہ دلائی۔ بابو جیؒ نے ۱۹۶۸ء سے لیکر ۱۹۷۴ء تک ہمارے مؤدبانہ اعراض و انکار کے باوجود اپنا تلطف جاری رکھا، فرماتے شورش ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہم اس کے دعا گو ہیں۔ ۱۹۶۸ء سے سانحہ ربوہ تک تن تنہا قادیانی امت کا سیاسی محاسبہ جاری رکھا۔ بابو جیؒ نے راقم کو صبح شام کی دعاؤں میں شریک کر لیا۔ آپؒ کے روحانی تصرّفات کا فیضان تھا کہ راقم کا قلب مضبوط ہوتا گیا، پھر جب جون ۱۹۷۴ء کا فیصلہ کن دور شروع ہوا تو حضرت بابو جیؒ نور اللہ مرقدہ مرض الموت کے نرغے میں تھے لیکن آپؒ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا، آپؒ کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ والے یہی ہوتے ہیں۔ راقم

Scanned by CamScanner

علامہ محمودؒ (پپلاں والے)

علامہ محمودؒ، حضرتِ اعلیٰؒ کے خصوصی فیض یافتہ تھے، وہ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف تھے، میانوالی کے اطراف واکناف میں وہ مفتی کی حیثیت سے تسلیم کئے جاتے تھے۔ جب حضرتِ اعلیٰؒ سے مولوی حسین علیؒ بھچراں والے نے مناظرہ کیا تو وہ اس موقع پر موجود تھے۔ علامہ صاحب فرماتے تھے کہ حضرتِ اعلیٰؒ کے پہلے سوال پر ہی مولوی حسین علی یکسر لاجواب ہوگیا اور مارے ندامت کے اس نے سر جھکا دیا۔ آپ نے موضع پپلاں میں مدرسہ دینیہ محمودیہ کی بنیاد رکھی جس میں مولانا فیض احمد فیضؒ اور دیگر کئی علماء تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت علامہ صاحب کو فقہ وعلومِ دینیہ کے علاوہ ریاضی، فلسفہ، حکمت، ہیئت، اقلیدس میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ بڑے بڑے علماء ان سے حصولِ علم کے لئے حاضری دیتے، ان کے تلامذہ میں جسٹس پیر کرم شاہؒ الازہری صاحب تفسیر ضیاء القرآن اور مولانا عطا محمد بندیالویؒ کے نام سرِ فہرست ہیں۔ انہوں نے وصال سے قبل حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا، جس میں یہ شعر تحریر کیا۔

کششے کہ عشق دارد نگزاردت بدیں ساں
بجنازہ گرنیائی بمزار خواہی آمد

ترجمہ: (عشق میں جو کشش ہے وہ آپ کو اس حال میں نہیں چھوڑے گی، اگر تم میرے جنازہ پر
نہیں آئے تو میرے مزار پر ضرور آؤ گے)۔ چنانچہ حضرت بابو جیؒ ان کے مزار پر تشریف لے گئے۔

مولانا محمد حسین شوق صاحب

علامہ محمودؒ کے فرزند مولانا محمد حسین شوق صاحب بہت بڑے عالم اور مفتی تھے، اپنے والد بزرگوار کی طرح کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف تھے۔ انہیں حضرتِ اعلیٰؒ

Scanned by CamScanner

ہارون سعد (ایڈیٹر امروز لاہور)

انہیںؒ دیکھتے ہی مادیت کا طلسم خانہ پاش پاش ہو جاتا تھا۔

شاعر اسلام حضرت احسان دانش

وہؒ آدمی تھا مگر دیکھنے کی تاب نہ تھی۔

حضرت شفیق کوٹی

اس وطن کے بُت کدے میں نعرۂ تکبیر تھے۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری

میں نے اُنؒ کے آستاں سے فیض پایا تھا بہت۔

مرحوم قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ شورش!

انہیںؒ دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے۔

مولانا ابوالبرکاتؒ

تھا اُنؒ میں رنگِ علیؓ اور اُنؒ میں بُوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عزیز انصاری (گوجرانوالہ)

فی الواقعہ اُنؒ کا وجود عطیۂ ربّانی تھا۔

بیگم شورش کاشمیری

ہادی کاملؒ، مُرشدِ دوراں جُود وسخا کا چشمہؒ صافی۔

سردار شوکت حیات

اُٹھ گئے تو ایک رُوحانی خلا پیدا ہوا۔

Scanned by CamScanner

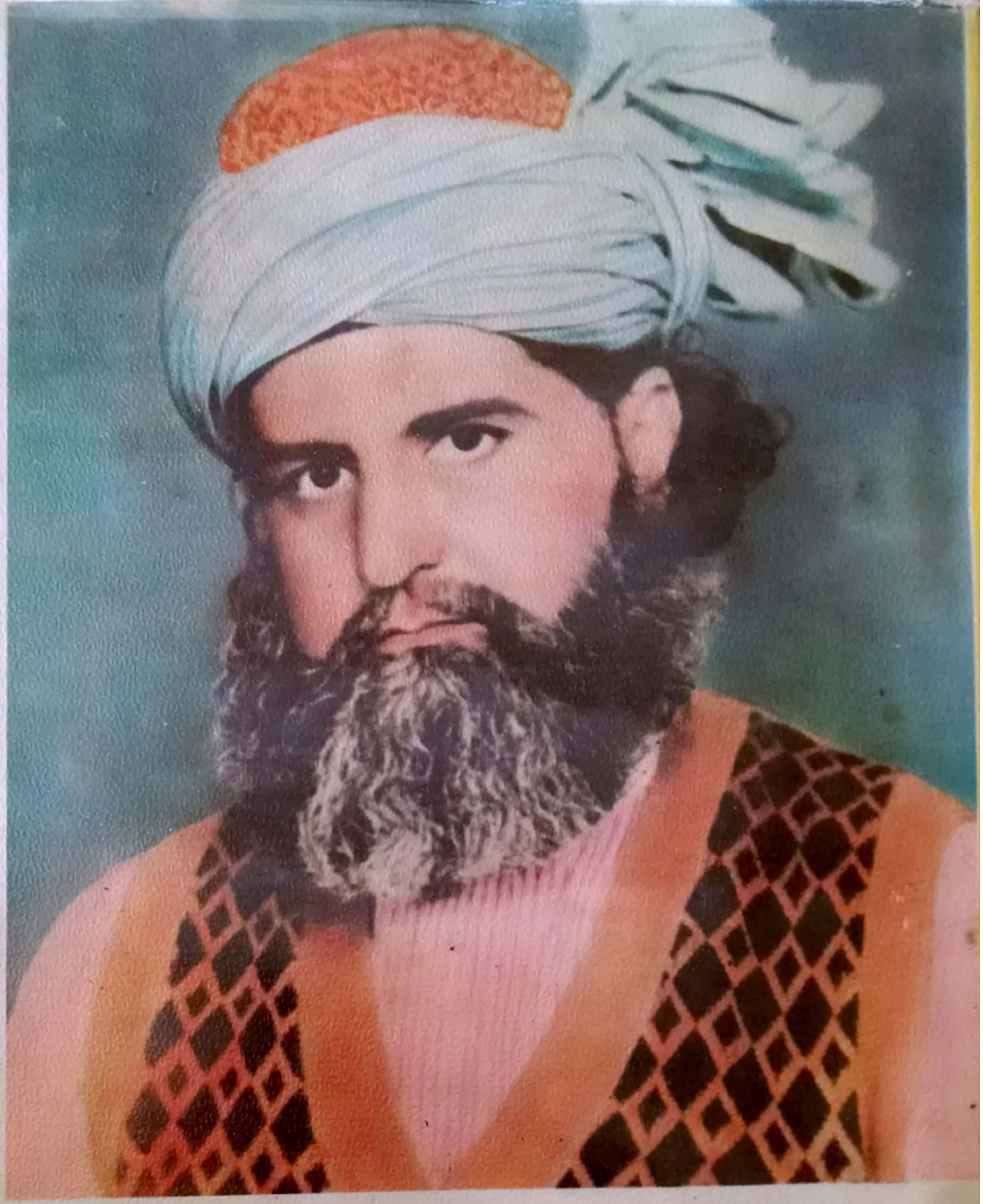

تذکرہ شاہ نظام الدین محمود سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ملت مرشد کامل تونسہ شریف

شمیم

کے لئے آپ کا ایک دلنواز تبسم مژدۂ جانفزا تھا اس فنائی الٰہی رعب و دبدبہ سے
آپ نے بحر و بر پہ حکومت فرمائی ۱۹۸۶ء میں جب رود کوہی کا وحشیانہ طوفان
آیا تو تونسہ شریف کے جنوبی حصہ کو پہاڑی پانی کے ریلے نے زبردست نقصان
پہنچایا اور لمحہ بہ لمحہ پانی کی خونی موجیں تیز اور کاٹ دار ہوتی گئیں لوگوں نے
بارگاہ نظامیہ میں آکر فریاد کی غریب نواز! توجہ فرمائیے ورنہ شہر کی خیر نہیں آپ نے
مٹی کی ٹھیکری پہ کچھ لکھ کے فرمایا اسے پانی میں ڈال آئیے اور اور سنگھڑ سے کہیے
شاہ سلیمان کی نگری کو سلام محبت پیش کرنے والے تیرا سلام اب قبول
ہو چکا بغیر کسی کو نقصان پہنچائے واپس چلے جائیے زمانہ گواہ ہے گیارہ بجے جس پانی
کی ہولناک موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں بارہ بجے ایک چھوٹی سی ندی کی شکل
اختیار کر گیا جس میں معصوم بچے خوشی خوشی کھیل کود کر کے نہا رہے تھے۔

فاتح سرحد مولانا عزیز الرحمٰن خاں نظامی بیان کرتے ہیں مجھے آشوب چشم
کی شدت سے تکلیف ہوئی بے شمار علاج کرائے مگر افاقہ نہ ہوا کسی نے کہا بارگاہ
خواجہ میں جائیے بات بن جائے گی میں نے حاضر ہو کر روئیداد سنائی، فرمایا
دکھانا ذرا میں قریب ہو گیا فرمایا مجھے تو تیری آنکھوں میں کوئی تکلیف نظر نہیں
آتی ——— خدا شاہد ہے اسی وقت مصیبت ٹل گئی اور آج تک اس بیماری
سے محفوظ ہوں ———

حضرت مولانا
خان محمد تونسوی فاضل
دار العلوم دیوبند بیان
کرتے ہیں کوہ سلیمان
کے سفر میں آپ کے

آلام و مصائب کی جہاں دھوپ کڑی تھی
خواجہ کی نظر وقت کے سورج سے لڑی تھی
قائد وہ بہاروں کے تھے خاروں کے وہ نقاد
اس مرشد عالم پہ یہ فیاض فدا

ہمرکاب تھا آپنے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا پروگرام بنایا عین تیاری کے وقت مجھے درد گردہ شروع ہوا جو پہلے بھی ہوا کرتا تھا کسی نے آپ کو جاکر اطلاع دی کہ مولانا درد سے لوٹ پوٹ رہے ہیں مسیحائے زماں میرے پاس تشریف لائے فرمایا مولانا مسافروں کا امتحان نہ لیجئے کہاں ہے درد میں نے نشان دہی کی آپنے ہاتھ مبارک پھیرکے ہونے فرمایا چہرے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اچھے بھلے ہیں اور بخدا آپ کے الفاظ ختم کرنے سے پہلے درد کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

مولانا محمد حیات صاحب نظامی فاضل دیوبند لکھتے ہیں دارالعلوم میں ایک گروپ ایسا بھی تھا جو طلبا کو مولانا مدنی کی بیعت کے لئے آمادہ کرتا تھا مجھے بھی دعوت بیعت دی گئی میں نے کہا فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے سلسلہ میں میرے کچھ اشکال ہیں جو شبہات دور کردے گا میں اس کی بیعت ہو جاؤنگا حقیقت یہ ہے کہ مولانا مدنی کی زبردست کوشش کے باوجود بھی مطمئن نہ ہو سکا اس لئے بیعت کا چکر بھی خود بخود ختم ہو گیا فارغ ہو کر واپس وطن مالوف آیا تو خواب میں مجھے والی تونس شریف کی شبیہ نظر آئی زیارت کے ارادہ سے تونس مقدسہ حاضر ہوا ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ حضرت نے فرمایا مولانا ادھر تشریف لائیے مجھے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے چند مقامات سمجھ نہیں آسکے ہیں نے اپنی سوچ کے مطابق ان کا یہ حل ڈھونڈا ہے کہاں تک درست ہے! میں قدموں میں گر پڑا اور عرض کی حضور بس اپنے دامن میں پناہ دیجئے!

مشہور مناظر مولانا عبدالستار تونسوی فاضل دیوبند نے آستانہ عالیہ کی جامع مسجد میں تقریر کے دوران انکشاف کرتے ہوئے کہا لوگ مجھے کچھ کا کچھ سمجھتے ہیں میں تو کچھ بھی نہیں یہ سب شاہ نظام کی کرامت اور پیر پٹھان کے فقیر شریف کی برکت ہے کہ اپنی بساط کے مطابق خدمت دین کا فریضہ سرانجام

دے رہا ہوں حقیقت یہ ہے میری پیدائش انہی بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے میری تعلیم کی تکمیل ان مقبولانِ خدا کی نگاہِ کرم سے ہوئی اور انہی غیرت والے مشائخ کی خداداد ہمت کے طفیل سر میدان دشمنانِ صحابہ کو للکارتا ہوں آخر میں بلند آواز سے کہا انشاء اللہ دیکھنا۔ ان خدا رسیدہ مشاہیر کے جوڑوں کے واسطے میدانِ محشر میں بھی سرخرو ہوں گا۔

علامہ امیر احمد ہاشمی فاضل دیوبند بیان کرتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں عطا کیں۔ میں نے بارگاہِ نظامیہ میں عرض کیا فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا پھر چوتھی اور پانچویں بھی لڑکی ہوئی میں نے دوبارہ درخواست کی فرمایا اس بار اگر آپ کو ربّ نے لڑکا نہ دیا تو کندھا آنا چھوڑ دوں گا عرض کیا حضور یہ بھی میرے لیے حزن و ملال کا موجب ہوگا فرمایا بس کچھ دیر بچے کی پیدائش سے قبل آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا "عزیز از جان سلمکم الرحمٰن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عزیز نومولود کی مبارک نام تو محمد تجویز کر دیا خدا اسے سعادت مند کرے" اور دوسرے دن خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب کی لاج رکھتے ہوئے ناچیز کو لڑکا عطا کیا خدا پاک اسے نظرِ بد سے بچائے

مولانا عبداللہ خواستی شیخ دیوبند کہا کرتے تھے بڑے بڑے مشائخ کی زیارت کی مگر اس پٹھان نوجوان پیر کی نرالی سج دھج ہے سبحان اللہ جہاں بھی جاتا ہے لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع ہو

اک طرف جبر و ستم تھا اک طرف پیرانِ پیر
اک طرف جاہ و حشم تھا اک طرف مردِ فقیر
شہر یاران دول ہر بزم میں ہوتے رہے
چپکے چپکے احترام فقر بھی کرتے رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

پارہ
۱-۵

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

Scanned by CamScanner

نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سید الشریف عبد القادر رضی اللہ عنہ مصنفہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (ص ۶۱) میں حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان مبارک نقل کیا ہے کہ

جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ سختی دور ہوگی جو کسی حاجت کے وقت مجھے اپنے رب کا وسیلہ بنائے اس کی حاجت پوری ہوگی۔

پھر نماز غوثیہ کی ترتیب بیان کی جس میں دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں ہر رکعت میں گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر ۱۱ بار صلوۃ وسلام پڑھے پھر بغداد کی طرف شمالی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں قَدْ جُرِّبَ ذَالِکَ مِرَارًا فَصَحَّ۔ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا۔ مفید پایا۔

دیوبند کے شیخ مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار پاروں کا حاشیہ لکھا۔ بقایا مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے حاصل کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت رب تبارک وتعالیٰ سے استعانت ہے۔

(نوٹ: استعانت پر مفصل ومدلل بحث جلد سوم پارہ ۱۴ میں ملاحظہ کریں)

اِھْدِ۔ ہدایت دے۔

ہدایت عربی زبان کا ایک بڑا لفظ ہے اس کے معنی میں کئی باتیں شامل ہیں۔ نمبر ۱ راستہ دکھانا نمبر ۲ راستہ پر چلانا۔ نمبر ۳ منزل مقصود پر پہنچا دینا۔

یعنی دعا یہ ہے کہ ہمیں اگر راستہ معلوم نہ ہو تو وہ دکھا دے اور جو راستہ کا علم رکھتے ہیں انہیں اس پر چلنے کی توفیق بخش جو نیک راستہ پر چل رہے ہیں انہیں اس پر قائم رکھ تاکہ اپنی کامیابی کی منزل حاصل کر سکیں کیونکہ یہ راہ ہم اپنے علم وعقل سے دریافت نہیں کر سکتے کیونکہ علم محدود اور عقل مسدود ہے۔

اس لئے ہم اسی ذات اقدس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی راہ بتا دے جس میں کجی نہ ہو بلکہ مکمل اور استوار بھی ہو۔

یہ دعا ہم جمع کے صیغے نا میں اس لئے کرتے ہیں تاکہ ہر شخص کا ذاتی تعلق پوری امت سے قائم رہے اور آپس میں اتحاد واتفاق رہے یہ تعلیم سوائے اسلام کے آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ہر نماز میں مقرر کر دی تاکہ صبح وشام رات دن ہر وقت انسان اپنی زندگی کے معاملات میں اللہ سے راہنمائی حاصل کر سکے۔

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ یعنی چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔"

صراط۔ صرط سے بنا جس کے معنی ہیں نگل لینا۔ کیونکہ راستہ مسافر کو اپنے اندر اس طرح لے لیتا ہے جیسے کھانے والا لقمہ کو۔ اس لئے راستہ کو صراط کہتے ہیں۔

اصطلاح میں صراط شارع عام اس راستہ کو کہتے ہیں جس میں چند آدمی مل کر چل سکیں

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ
اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔ (الآیۃ)

الحمد للہ کہ دریں زمانِ پُرفساد کتابِ مستطاب

ھدایۃ السالکین فی ردّ المنکرین

بعض متعصبین کی متعنتانہ اعتراضات اور اُن کا مفصل
جوابات مع بعض لواحقاتِ ضروریہ ومعارفِ لدنیہ سیفیہ

از افاضات وارشاداتِ

قیوم زمان، قطب الارشاد، مجدد عصر، فخر
الاماثل والاکابر، جامع طرقِ اربعہ، قائدِ اہلسنت
شیخ العرب والعجم، سراج الاحناف حضرت آخوندزادہ
سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی خراسانی نقشبندی
مجددی دامت برکاتہم العالیہ

منجانب

جامعہ سیفیہ منڈیکس کھجوری خیر پشاور سرحد

تو معلوم ہوا کہ ایمانِ محض کو ایمانِ محض نہ کہنا بھی کفر ہے ۔ اور دونوں شقوق کی وضاحت میں متکلمین اہلسنت رح اجماعی قاعدہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ پہلے یہ بھی ذکر ہوچکا ہے کہ " اخراج المؤمن عن الملۃ (الاسلامیہ) وادخال الکافر فیہ (ای فی ملۃ الاسلامیۃ) عظیم فی الدین (ای کفر صریح) کما سیاتی " اکفار الملحدین "

قارئین کرام پر مخفی نہیں کہ پیر محمد نے جبریہ اور دیگر باطل فرقوں کی برات کرکے ہم عفیف مسلمانوں کو کافر ٹھہرا دیا حالانکہ جبریہ وغیرہ فرق ضالہ مبتدعین اعتقادی ہیں اور ضروریات دین سے منکر اور کافر ہیں اور علماء امت رح، متکلمین اہلسنت رح اور فقہاء عظام رح نے ان کی تکفیر کی ہے ۔ جیسا کہ جبریہ کے مبحث میں واضح ہوا اور آگے بھی منکرین ضروریات دین کی تکفیر کا مسئلہ واضح ہوجائیگا۔ تو جبریہ کی تکفیر کے اظہار کی وجہ سے پیر محمد نے ہم عفیف مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور کفرِ محض کو ایمان محض تصور کیا اور ایمانِ محض کو کفر محض قرار دیا جو کہ بذات خود ضروریات الدین سے انکار ہے ۔ فکفر کفراً بعد کفرٍ وانکر من ضروریات الدین کما لا یخفیٰ علیٰ من لہٗ فطانۃ ۔

ضروریات دین کے مسئلہ میں پوری وضاحت کیلئے علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رح نے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جو کہ (اکفار الملحدین فی ضروریات الدین) سے مسمّٰی ہے ۔

علامہ موصوف رح نے پوری کتاب میں مذکور مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں معتبر کتب اہلسنت کے حوالہ جات اور علماء احناف کے اقوال سے واضح کیا ہے کہ ضروریات الدین سے منکر خواہ جس بھی فرقہ سے تعلق

نام و نسب

سید نصیر الدین نصیر گیلانی
(گولڑہ شریف)

Scanned by CamScanner

میں اپنے خاندان کے بزرگوں کے حوالے سے یہ روایت لکھی ہے، جسے علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۲ھ) نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وفی العبقات انّ بطاقۃً وُجِدَت مِن تحت وِسادۃِ حضرت الشّیخ المجدّد فوجد فیھا مکتوبًا انّ اٰخرما انکشف علیّ ھو انّ وحدۃ الوجود حقٌّ[1]۔ (ترجمہ) اور عبقات میں ہے کہ حضرت شیخ مجددؒ کے سرہانے سے (بعد از وفات) ایک رُقعہ برآمد ہوا، جس میں لکھا ہوا تھا کہ سب سے آخر میں جو بات مجھ پر منکشف ہوئی، وہ یہ ہے کہ وحدۃ الوجود حق ہے (انتہیٰ) مجددِ ملّت اعلیٰ حضرت گولڑویؒ نے ابتدائی رویّہ کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: حضرت مجدّد کو شغلِ اوقات نے حضرت شیخؒ کی کتابوں کے بالاستیعاب مطالعہ کی فرصت نہیں دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی مکتوبِ مدنی میں ایسا ہی فرمایا ہے کہ مجدّد صاحبؒ نے تفصیلاً کُتُبِ شیخؒ کا ملاحظہ نہیں فرمایا، ورنہ ایسا نہ فرماتے[2]، بہرحال بزرگانِ دین کا معاملہ حُسنِ نیّت اور اخلاص پر مبنی ہوتا ہے۔ ادراکات اور قلبی واردات مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہیں۔ اُن کے کلام میں اگر بہ ظاہر تضاد یا تناقض پایا جائے تو بھی اُن کی جلالتِ شان کے منافی نہیں۔ اِس لئے علمائے محققین ایسے حالات میں اُن کے مختلف اقوال کی تطبیق اور توجیہ بیان کرتے ہیں، جس سے ظاہر بین لوگوں کے شکوک وشُبہات رفع ہوجاتے ہیں۔

حضرت غوثِ اعظمؓ سے اکابر مشائخ وعُلمائے نقشبند کی عقیدت

حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ نے حضرت غوثِ پاکؓ کے جو امتیازی فضائل ومناقب بیان فرمائے، وہ بارگاہِ غوثیّت کے ساتھ اُن کی عقیدت پر شاہدِ بیّن ہیں اور اِس طرح کیوں نہ ہو حضرت مجدّد صاحبؒ بھی تو اپنے والدِ گرامی کے ذریعے سلسلۂ قادریہ کے خرقۂ خلافت سے مُشرّف ہیں، چنانچہ آپ کے والدِ ماجد شیخ عبدالاحد[3]، حضرت شاہ کمال کیتھلی قادریؒ سے فیضیاب ہیں، پھر بانیٔ سلسلۂ نقشبندیہ حضرت بہاءالدّین نقشبندؒ کو بارگاہِ غوثیّت سے جو عقیدت ونیاز ہے حضرت مجدّد صاحبؒ یقیناً اُس سے بھی بے خبر نہیں تھے

---

[1] فیض الباری علیٰ صحیح البخاری از مولانا انور شاہ کشمیریؒ، جلد ۴، ص ۳۸۷، مطبع دارالمامون شارع الازہار، سنِ طباعت ۱۳۵۷ھ

[2] ملفوظاتِ مہریہ، ملفوظ نمبر ۱۷۷، ص ۱۳۱-۱۳۲، مطبوعہ لاہور، سنِ طباعت اپریل ۱۹۸۶ء

[3] تاریخ دعوت وعزیمت، جلدِ چہارم، مُصنّفہ علامہ ابوالحسن ندوی، ص ۱۳۴، مطبوعہ کراچی

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی

5

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

لاہور پاکستان

Scanned by CamScanner

نہ فاسق کا بیان یقینی الکذب بلکہ ضابطہ مطلقاً یہی ہے جو مذکور ہوا پھر کافۂ اہلسنت وجماعت کا اجماع قطعی ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔

قال اللہ عزوجل وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا۔[1]

اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے" اور اگر مؤمنوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں۔" (ت)

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر۔[2]

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے، خواہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔" (ت)

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔[3]

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا "میری شفاعت میری اُمت کے ان لوگوں کیلئے ہے جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں۔" (ت)

بلکہ مذہب معتمد ومحقق میں استحلال بھی علی اطلاقہ کفر نہیں جب تک زنا یا شرب خمر یا ترک صلاۃ کی طرح اس کی حرمت ضروریاتِ دین سے نہ ہو غرض ضروریات کے سوا کسی شے کا انکار کفر نہیں اگرچہ ثابت بالقواطع ہو کہ عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا جس کی تصدیق نے اُسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا اور وہ نہیں مگر ضروریاتِ دین کما حققہ العلماء المحققون من الائمۃ المتکلمین (جیسا کہ ائمہ متکلمین کے محقق علماء نے تحقیق کی ہے۔ ت) ولہذا خلافت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا منکر مذہب تحقیق میں کافر نہیں حالانکہ اُس کی حقانیت بالیقین قطعیات سے ثابت وقد فصل القول فی ذلک سیدنا العلامۃ الوالد رضی اللہ تعالٰی عنہ فی بعض فتاوٰہ (اس موضوع پر سیدنا علامہ والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض فتاوٰی میں مفصل گفتگو کی ہے۔ ت) بالجملہ اس قدر پر تو اجماعِ اہلِ سنت ہے کہ ارتکابِ کبیرہ کفر نہیں بااینہمہ تارک الصلاۃ کا کفر و اسلام سے ہمارے ائمہ کرام میں مختلف فیہ **اقول** وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) اگرچہ کفر تکذیب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی بعض ما جاء بہ من عند ربہ جل وعلا کا نام ہے اور تکذیب صفت قلب مگر جس طرح

---

[1] القرآن سورۃ الحجرات ۴۹ آیت ۹

[2] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الاول مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۴

[3] مسند احمد بن حنبل از مسند انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۳/۲۱۳

رسائلِ رضویہ

حصہ اوّل

مصنفہ

اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت حضرت علامہ الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز

مکتبہ حامدیہ - گنج بخش روڈ ● لاہور

Scanned by CamScanner

للعلامة علی القاری رحمه الله ویعضده ایضا ما رواه البزار و
الطبرانی عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قیل یا رسول الله
اتهلك القریة وفیها الصلحون قال نعم قیل بم یا رسول الله
قال بتهاونهم وسکوتهم ویعضده ایضا ما رواه الدارقطنی عن ابن مسعود
رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان الله عزوجل اختار لی اصحابا فجعلهم لصحابی واصهاری وانصاری
وسیجیئ من بعدهم قوم ینقصونهم ویسبونهم فان ادرکتموهم
فلا تناکحوهم ولا تؤاکلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا
علیهم اهـ وفی رد المحتار علی الدر المختار علی متن تنویر الابصار للعلامة
ابن عابدین فی کتاب النکاح ان الرافضی ان کان ممن یعتقد
الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة
الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة
من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب
الصحابة رضی الله عنهم فانه مبتدع لا کافر اهـ بحروفه وایضا فی
کتاب تنبیه الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابه
الکرام علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام للعلامة الموصوف علیه
رحمة الرؤف نقلا عن رسالة خاتمة العلماء الراسخین شیخ القراء
والفقهاء والمحدثین سیدملا علی القاری علیه رحمة الله الباری
ما نصه واما من سب احدا من الصحابة فهو فاسق ومبتدع بالاجماع

عکسی

القرآن الحکیم

ترجمہ

از مولانا مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب

مع تفسیر

از مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب

تاج کمپنی لمیٹڈ

ناشرانِ قرآن مجید

لاہور — کراچی

Scanned by CamScanner

مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ

دیکھتے ف۴۷ وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں اور

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ

ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے خواہ مخواہ وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان

الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا

میں ہیں ف۴۸ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اپنے رب کی طرف

اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ

رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

فریق ف۴۹ کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا ف۵۰ کیا ان دونوں کا حال

مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۠ اِنِّىْ لَكُمْ

ایک سا ہے ف۵۱ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ف۵۲ کہ میں تمہارے لئے

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

صریح ڈر سنانیوالا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈرتا

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا

ہوں ف۵۳ تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے

بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ

ہیں ف۵۴ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ف۵۵ سرسری نظر سے

الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

ف۵۶ اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے ف۵۷ بلکہ ہم تمہیں ف۵۸ جھوٹا خیال کرتے ہیں

ف۴۷ قتادہ نے کہا کہ وہ حق سننے سے بہرے ہوگئے تو کوئی غیر کی بات سن کر نفع نہیں اٹھاتے اور نہ وہ آیات قدرت کو دیکھکر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ف۴۸ کہ انھوں نے بجائے جنت کے جہنم کو اختیار کیا۔

ف۴۹ یعنی کافر اور مومن۔

ف۵۰ کافر اس کی مثل ہے جو نہ دیکھے نہ سنے یہ ناقص ہے اور مومن اس کی مثل ہے جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے وہ کامل ہے حق و باطل میں امتیاز کرتا ہے

ف۵۱ ہرگز نہیں۔

ف۵۲ انھوں نے قوم سے کہا۔

ف۵۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے اور نوسو پچاس سال اپنی قوم کو دعوت فرماتے رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس دنیا میں رہے تو آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی اس کے علاوہ عمر شریف کے متعلق اور بھی قول ہیں (خازن) ع ۲/۱۶/۲

ف۵۴ اس گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہوکر اسلام سے محروم رہیں قرآن پاک میں جابجا ان کے تذکرے ہیں اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔

ف۵۵ کمینوں سے مراد ان کی وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں خسیس پیشے رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ قول جہل خالص تھا کیونکہ انسان کا مرتبہ دین کے اتباع اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے مال و منصب و پیشے کو اس میں دخل نہیں دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو نظر حقارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے ف۵۶ یعنی بغیر غور و فکر کے

ف۵۷ مال اور ریاست میں ان کا یہ قول بھی جہل تھا کیونکہ اللہ کے نزدیک بندے کے لیے ایمان و طاعت سبب فضیلت ہے نہ کہ مال و ریاست ف۵۸ نبوت کے دعوی میں اور تمہارے متبعین کو اس کی تصدیق میں۔

Scanned by CamScanner

تفسیر نور العرفان

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ

ادارۂ کتب اسلامیہ ۰ گجرات پاکستان

Scanned by CamScanner

إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ہم سب آگ میں ہیں ف۱۰۲ بیشک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا ف۱۰۳ اور جو آگ میں ہیں

فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کردے

الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا

ف۱۰۴ انھوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے ف۱۰۵ بولے

بَلَىٰ ۖ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَٰلٍ ﴿٥٠﴾ إِنَّا

کیوں نہیں ف۱۰۶ بولے تو تمہیں دعا کرو ف۱۰۷ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو بیشک ضرور

لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ

ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی ف۱۰۸ دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے

الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

ہوں گے ف۱۰۹ جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ف۱۱۰ اور ان کے لئے لعنت ہے

وَلَهُمْ سُوٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا

اور ان کے لئے برا گھر ف۱۱۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ف۱۱۲ اور

بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٥٤﴾

بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ف۱۱۳ عقلمندوں کی ہدایت اور نصیحت کو تو اے محبوب

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

تم صبر کرو ف۱۱۴ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۱۵ اور اپنے گناہ کی معافی چاہو ف۱۱۶ اور اپنے رب کی

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٥٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ

تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اسکی پاکی بولو ف۱۱۷ وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے

Scanned by CamScanner

كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو خوشخبری دینے والی ہے ۱ھ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

نہیں جانتے ۲ھ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا

اگر تم سچے ہو ۳ھ تم فرماؤ تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ

تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو ۴ھ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ

اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس قرآن پر

وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں ۵ھ اور کسی طرح تو دیکھے جب

مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى

ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائینگے ۶ھ ان میں ایک دوسرے پر بات

بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

ڈالے گا وہ جو دبے تھے ان سے کہیں گے جو اونچے

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

کھنچتے تھے اگر تم نہ ہوتے ۷ھ تو ہم ضرور ایمان لے آتے ۸ھ

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا

وہ جو اونچے کھنچتے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے

اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ

کیا ہم نے تمہیں روک دیا ہدایت سے ۹ھ بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی

بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

بلکہ تم خود مجرم تھے ۱۰ھ اور کہیں گے وہ جو

گذشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہاں انسانوں کی قید کے لئے ہے یعنی جنت کی خوشخبری اور جہنم کا مجموعہ صرف انسانوں کے لئے ہے جنات کے لئے اگر جنت کا ثواب نہیں اور دیگر مخلوق کے لئے نہ ڈرانا عالمین کے لئے اور جنت کی خوشخبری صرف لہذا اس آیت میں اور دوسری آیتوں میں تعارض جب حضور تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں تو ت نہیں۔ جیسے اللہ ربّ الناس ہے تو ب ۲ھ بلکہ وہ اپنی جہالت سے یا تو آپ یسے عام کفار یا آپ کی ختم نبوت اور کافۃ للناس وقت کے مسیلمہ کذاب کے ماننے والے اور آج ل ہنسی دل لگی کے لئے تھا کہ قیامت کب آئیگی یا حضور نے مسلمانوں کو قیامت کا دن، قیامت ب کچھ بتادیں کہ محرم کا مہینہ، عاشورہ کا دن، لامات قیامت یہ ہوں گی۔ ۴ھ اس دن سے یا ان کی موت کا دن۔ خیال رہے کہ موت کا دن ہے بلکہ شیطان کی دعا سے بھی اس کی عمر لمبی بخشی ن المنظرین۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے پالیس سال کے سو سال فرما دی گئی۔ آیت کا ے اپنی موت سے آگے پیچھے نہیں ہٹ دیں۔ ۵ھ یہ مشرکین مکہ کا قول ہے ورنہ اہل انتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم کو تمام ضروری ہے ۶ھ قیامت میں اپنا فیصلہ ئے جائینگے۔ مومن بخوشی کھڑے ہوں گے۔ سے نہ روکتے (خزائن العرفان) ۸ھ کیونکہ کے دلائل دیکھ لئے تھے۔ فقط تمہارے لائے۔ معلوم ہوا کہ ایسے عذر بارگاہِ الٰہی ں۔ تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا نیوں سے تبدیل ہو جائیں گی وہی دوستی وجیسا کہ بہت جگہ قرآن نے اعلان ں تم ہماری طرح مجرم ہو۔ لہذا ہمیں تمہیں آیت ان آیتوں کی تفسیر ہے کہ قیامت یعنی کفار کی بلکہ انہیں جن سے امید تھی

یہ آیت مسلمانوں اور اولیاء اللہ و انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں کہ یہ گفتگو قیامت میں پیر مرید نبی امتی میں ہوگی مگر لطف یہ ہے کہ خود بھی اپنے پیروں کے مرید ہوتے ہے۔ بخاری میں ہے کہ قادیانیوں کا بدترین کفریہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ خیال رکھو کہ یہ آیت کفار اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ہے۔

Scanned by CamScanner

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ وَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ
اپنی طرف کی روح پھونکوں ۱ تو تم اس کے لئے سجدے
كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ
کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا ۳ مگر ابلیس نے اس
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا
کافروں میں ۵ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چ
خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُ
جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ۶ کیا تجھے غرور
اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ
میں اس سے بہتر ہوں ۸ تو نے مجھے آگ سے بنایا
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِ
فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ
قیامت تک بولا اے میرے رب
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ
اٹھائے جائیں ۱۱ فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے
قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ
بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو
مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَا
تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ۱۶ فرمایا تو
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ

۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی پچاس سال میں تکمیل ہوئی پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ۲ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ صرف آپ کے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا مگر چونکہ بدن کو روح کی تجلی گاہ بنایا گیا تھا اس لئے وہ بھی روح کیساتھ مسجود لہ ہوا اور یہ سجدہ آپکی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آپکی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایکبار نہ ہوتا۔ ۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا سجدہ تعظیمی اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو لا نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مقربین ہوں یا مدبرات امر زمینی ہوں یا آسمانی۔ ۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔ ۵ اللہ کے علم میں مگر مردود تب کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہو گیا۔ لہٰذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپکی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ۶ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی۔ لہٰذا بشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ۷ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا معلوم ہوا کہ کبھی علیم و خبیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں۔ ۸ کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل دیوبند ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی۔ ۹ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ باغ خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں۔ ۱۰ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کر دینا سنت الٰہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس کی بعض دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔ آخرت کے بارے میں ہے۔ لہٰذا بزرگوں کی دعا سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔ جیسے علیہ السلام نے مردے جلائے۔ ۱۱ تاکہ میں اولاد آدم کو بہکاؤں اور موت سے بچ جاؤں۔ ۱۲ اس سے مراد قیامت کا پہلا نفخ

انا اعطیناک الکوثر ہماری کثرت پاتے ہیں

کوثر الخیرات

لسید السادات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غمۃ الاذکیا شرف العلما ابوالحسنات

مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی زید مجدہم

اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

Scanned by CamScanner

ضروری ہے تو جب نماز جیسی مخصوص عبادت میں بھی اللہ تعالےٰ کا ذکر محبوب کے ذکر

ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ وہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ کیا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تعظیم محبوب کے لئے مصلّٰے چھوڑ کر پیچھے ہٹ آنا بھی نماز کے لئے مفسد تھا اور کیا یہ تعظیم و تبجیل بھی شرک کیطرف کھینچ کر لے جانیوالی تھی جبکہ بقول انور شاہ صاحب محدث دیوبند حضرت صدیقِ اکبر فاتحہ شریف پڑھ لینے کے بعد آنحضور کی توقیر کی خاطر پیچھے ہٹ آئے اور آنحضور نے قرارت وہیں سے شروع فرمائی جہاں پر صدیقِ اکبر نے چھوڑی تھی۔ اور بقول انور شاہ مرحوم یہ روایت گیارہ کتبِ حدیث میں انہوں نے دیکھی ہے "وجدت ھذا الحدیث فی احد عشر کتابا" (عرف شذی جلد اول صفحہ) اگر تعظیم و توقیر حالتِ نماز میں موجبِ شرک یا فسادِ نماز ہوتی تو یقیناً رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم انہیں اس سے منع فرماتے اور نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔

بخاری شریف کی اس صحیح روایت نے جسے سہل بن سعد ساعدی نے نقل کیا اور گیارہ کتبِ حدیث میں اس روایت کا موجود ہونا ناقابلِ تشکیک ثبوت ہے اور ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس نے حالتِ نماز میں تعظیم و توقیرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز کو اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

نیز رئیس الموحدین تو خیالِ مصطفٰے کو موجبِ شرک بتاتے ہیں حالانکہ مولائے مرتضٰے شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ہی محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نیند پر قربان کر دی حالانکہ وہ بڑی مؤکد نماز ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطٰی وقوموا للہ قانتین "سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً صلوٰۃِ عصر کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خضوع و خشوع کے ساتھ قیام کرو" اور حضرت علی المرتضٰی نے نماز کو بالکلیہ ترک فرما دیا اور حبیبِ خدا

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(ترجمہ) اگر تم خود نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھو

الافاضات السنیہ

الملقب بہ

فتاویٰ مہریہ رض

یعنی

مجموعہ فتاویٰ حضرت قطب دوران علامہ زمان سیدنا و مرشدنا خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب
علیہ الرحمۃ والرضوان

بتصحیح و ترتیب :- مولٰنا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

حسب ایماء

معدن صدق و صفا مخزن حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم

باہتمام حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ ربہ

بار اول تعداد ۲۰۰۰ ۱۹۶۲ء ہدیہ صرف تین روپیہ

(سول اینڈ ملٹری پریس صدر راولپنڈی)

لم اغفر لکاتبہ قاضی محمد نور عالم)

Scanned by CamScanner

امامت آپ کے مسلمہ قواعد کے رو سے ثابت کی گئی ہو۔ اس کی نسبت آپ کیا لفظ استعمال کریں گے۔ ضرور اپنے مذہب کا پاس و لحاظ کر کے کہنا پڑے گا۔ کہ منکر امام کافر ہے۔ ورنہ مساوات بین النبی والامام باقی نہ رہے گی اور مساوات کا رکھنا تو ضروری بناءً علیہ منکر امام کفر بھی لازمی۔

یہ تقریر محض بغرض جواب الزامی جزء تحریر میں لائی گئی ہے۔ گو فی الجملہ اصل جواب میں وضاحت آجائے گی۔

آمدم برسرِ مدعا۔ واضح ہو کہ جو فرقہ شیعہ کہ منکر ضروریات دین ہو۔ یعنے مثلاً حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہتا ہو۔ یا نبوت حضرت علی کرم اللہ وجہہ و شراکت نبوت آنجناب کا قائل ہو یا ان کو افضل من الرسل تصور کرتا ہو۔ یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان مبارک میں قذف کرتا ہو یا سب و شتم و قتل شیخین یعنی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حلال جانتا ہو وہ فرقہ شیعہ بلا شک و شبہ کافر و مرتد ہے۔ اور جو گروہ حد آداب و تاً بخیال جاہلانہ صحابہ کرام خصوصاً خلیفہ اول و ثانی کی شان مبارک میں گستاخی کرتا ہے۔ یعنی طعن و طنز سب و شتم روا رکھتا ہے۔ لیکن اس کو حلال نہیں جانتا ہے وہ گروہ اہل تشیع ہمارے محققین فقہاء کرام و محققین علماء عظام کے نزدیک کافر تو نہیں ہے لیکن افسق الفسقہ

وافجر الفجرہ ہے۔ چنانچہ مولینا ابوالشکور سلمی نے تمہید میں تحریر فرمایا ہے
کلام الرافضۃ مختلفۃ فبعضہ یکون کفرا وبعضہ لا
فلو قال ان علیا کان الھا نزل من السماء کفر۔ وقال
بعضھم بانہ شریک لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
فی النبوت۔ وقال بعضھم النبوۃ کانت لعلی وجبریل
اخطأ ومنھم من قال ان علیا کان افضل من الرسول
فھذا کلمۃ الکفر۔ واما الذی یکون بدعۃ ولا
یکون کفرا فھو قولھم ان علیا کان افضل من
الشیخین۔ ومنھم من قال انہ یجب اللعن علی من
خالف علیا کعائشۃ ومعاویۃ وھذا کلہ ما یشبھہ
بدعۃ ولیس بکفر۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح فقہ اکبر میں
تحریر فرمایا ہے۔ فلو فرض انہ یسب الشیخین لا یخرج عن
الایمان نعم لو استحل السب او القتل فھو کافر لا محالۃ
فالفسق والعصیان لا یزیل الایمان۔ الحاصل صحابہ کرام و
ائمہ عظام کا سب وشتم کنندہ گروہ شیعہ فاسق وفاجر ہے تاوقتیکہ
وہ گروہ اپنے اس گناہ کبیرہ سے توبہ نہ کرے اور اپنے فعل شنیع
سے باز نہ آئے۔ اس کے ساتھ اسلامی برتاؤ اور شادی وغمی کی
شرکت اور باہمی اکل وشرب شرعاً ناجائز ومنع ہے۔ اور کیوں کر
یہ گروہ فاسق فاجر نہ ہو اور اسلامی برتاؤ اس کے ساتھ متروک

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی علمائے کرام سے ملاقاتیں

(یادوں کے دریچے سے)

مجالسِ علماء

تدوین و ترتیب

محمد عالم مختار حق

مکتبۂ نبویہ

گنج بخش روڈ، لاہور

0300-4235658

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

پروفیسر شاہ فرید الحق

سید ریاست علی شاہ

علامہ شمس الحسن شمس

محمد فاروق القادری

مولانا محمد صادق

سید وجاہت رسول

علامہ سید شجاعت علی

عبدالحکیم شاہجہانپوری

سید نور محمد قادری

پروفیسر مجید اللہ قادری

پروفیسر محمد ابرار احمد

علامہ محمد احمد مصباحی

عبدالمجتبیٰ رضوی (انڈیا)

سید جمال الدین (دہلی)

مولانا محمد مرید احمد چشتی

جلال الدین احمد رضوی

الشاہ احمد نورانی صدیقی

مولانا محمد حامد رضا قادری

مولانا عبدالسلام جبل پوری

مولانا ظفر الدین رضوی

مولانا محمد امجد علی اعظمی

مولانا نعیم الدین مرادآبادی

مولانا احمد اشرف کچھوچھوی

مولانا سید دیدار علی شاہ الوری

مولانا احمد مختار صدیقی

شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی

مولانا عبدالاحد قادری

مولانا محمد رحیم بخش قادری

مولانا حاجی اصل خاں قادری

محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

مفتی برہان الحق جبل پوری

مولانا مفتی محمد شفیع قادری

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

Scanned by CamScanner

قاری امانت رسول رضوی
مولانا محمد انور علی رضوی
مولانا شہاب الدین رضوی
مولانا محمد نبی بخش طوائی
مولانا غلام دین (انجن خدام)
مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے
مولانا محمد شریف نوری
مولانا غلام مرشد
ابوالبرکات سید احمد قادری
مفتی محمد حسین نعیمی
ابوالحسنات سید محمد احمد قادری
مولانا محمد عمر اچھروی
سید امانت علی چشتی نظامی
میاں جمیل احمد شرقپوری
مولانا علم الدین جہلمی
مولانا عبدالقیوم ہزاروی
قاری صدر الدین
قاری عبدالغفور ہزاروی
قاری محمد طفیل امرتسری
مولانا غلام محمد ترنم
مولانا غلام معین الدین نعیمی
مولانا محمد مہر الدین نقشبندی
علامہ غلام قادر اشرفی
مفتی محمد عبدالعزیز مزنگوی
صوفی غلام حسین گوجروی
مولانا خیر الدین فلسفی
حافظ محمد نواز نقشبندی
مفتی اعجاز ولی خاں رضوی
مولانا فضل عثمان فاروقی
سید محمد معصوم شاہ گیلانی نوری
محمد صائم چشتی فیصل آبادی
سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مولانا شبیر احمد عثمانی
سید محمد محدث کچھوچھوی
مولانا احمد دین درگاہی
مولانا شمس الدین مرحوم
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

رجال الغیب کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی مشکلات دُور کرنے کے لیے اپنے، خاص بندوں، کا ایک ایسا لشکر تیار کیا ہے جو دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ لوگ نہ تو دنیا کے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی تجارت وزراعت میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کیلئے مامور ہیں اور لوگوں کے مسائل حل کرتے ہیں۔ انہیں، رجال الغیب، اولیائے مستورین، عباداللہ، کہا جاتا ہے رجال الغیب کا ایک اپنا وسیع جہان ہے، ایک "خفیہ نظام" ہے یہ ایک نہ نظر آنے والی دنیا ہے، اس دنیا میں میں غوث ہیں، قطب ہیں، ابدال ہیں، اوتاد ہیں، افراد ہیں اور ابرار ہیں۔ پھر ان رجال الغیب کے مختلف مناصب، مقامات اور درجات ہیں جو اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کی دعاوں سے بادل برستے ہیں، کھتیاں سرسبز ہوتی ہیں، بحر و بر کی رونقیں ہوتی ہیں۔ پھر کائناتِ ارضی پر ہونے والے انقلابات انہی کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق خفیہ امور سرانجام دیتے ہیں اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ اگر وہ ذرہ بھر غافل ہو جائیں تو م ظلمات درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے ان، رجال الغیب، سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقاتیں، اقطاب عالم کے شب و روز اور ابدال واوتاد کی خفیہ خدمات کا تذکرہ بھی سامنے آئے گا، آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو آپ دنیائے تصوف کے عرفانی سمندوروں کے اُن یواقیت و جواہر کی روشنیاں پائیں گے جو آپ کے دلوں کو روشن کر دیں گی اور ان مردانِ خدا کی ملاقات کے لیے آپ کے دل و دماغ بے تاب ہو جائیں گے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

Adnan Graphic 0321-4374818 - 0300-4354927

Scanned by CamScanner

آپ کے ان الفاظ پر مجمعے میں شور برپا ہو جاتا۔ نعرۂ تکبیر بلند ہوتے۔ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگتے۔ قائداعظم زندہ باد کے نعرے گونجتے۔ عام لوگ قائداعظم کی زبان نہیں جانتے تھے مگر ان کے ایک ایک لفظ پر نعرے بلند کرتے تھے۔

سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
وہ چیز کیا ہے! جو پتھر کو بھی گداز کرے!

مولانا شبیر احمد عثمانی کی تقریر:

میں نے اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی وہ تقریر سنی، جو انہوں نے پاکستان بننے سے پہلے تشکیل پاکستان کے حق میں کی تھی اور بتایا تھا کہ یہ خطہ ایک دن سارے عالم اسلام کی خوشحالی کا گہوارہ ہوگا۔ ان کی تقریر بڑی مدلل، موثر اور دلنشین تھی۔ لوگوں نے بڑی پسند کی۔ دیوبندی خانوادہ میں صرف مولانا شبیر احمد عثمانی ایسے عالم دین تھے۔ جو سٹیج پر کھل کر پاکستان کے حق میں تقریریں کرتے تھے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دوسرے چند دیوبندی عالم تھے، جنہوں نے پاکستان کے خلاف کبھی لب کشائی نہیں کی تھی۔ ورنہ دیوبندیوں کا یہ سارا خانوادہ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں پاکستان کی ''پ'' تک کے خلاف تھے۔ ان دنوں لاہور میں کانگریسی راہنماؤں کے ساتھ ساتھ ''نیشنلسٹ علما'' کے جلسے بڑے پرہجوم ہوتے تھے۔ ان کے شاگرد، ان کے مقتدی اور ان کے حلقۂ اثر کے لوگ آتے اور جلسے میں حاضرین کی تعداد بڑھاتے۔ وہ دھواں دھار تقریریں کرتے۔ لوگوں کے دماغ ان کے ساتھ تھے مگر دل پاکستان کے ساتھ تھے۔ میں نے صدیقی صاحب کے ساتھ مل کر ایسے لوگوں کی لچھے دار تقریریں سنیں، پھر رات کو گھر آ کر ان پر غور بھی کیا مگر مجھے قائداعظم کی انگریزی کے چھوٹے چھوٹے جملے دل نشین ہوتے گئے۔ میں اس وقت انگریزی زبان سے ناآشنا تھا مگر قائداعظم کی انگریزی میرے دل میں اترتی جاتی۔

Scanned by CamScanner

حقائق و معارف

از افادات

ترجمانِ حقیقت حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل سالک

Scanned by CamScanner

عبودیت ذاتیہ توحید ذاتی کے مقابلہ پر جب ظہور پکڑتی ہے تو اس جل و علا کی کبریائی کے سامنے اپنی عبودیت کے سوا چارہ نہیں دیکھتی تو توحید صفاتی کے مقابلہ پر عبودیت صفاتی سے متصف ہو کر مقامِ محمود کی متمنی ہوتی ہے۔ ذات سے فطرتاً محبت ذاتی بھی ہے۔ جیسے ماں کو بیٹے سے یا بیٹے کو ماں سے، اور صفاتی بھی ہے کہ رازق و خالق ہے اور رحمٰن الرحیم ہے اور رب العالمین ہے اور مساویانہ اعتدال اُمت میں کسی کو بہت کم نصیب ہوتا ہے۔ مجدد الف ثانیؒ اسی اعتدال (المشابہ بالنبوۃ) ہونے کی وجہ سے مجدد کہلائے۔ دوسری طرف صراطِ مستقیم کی شاہراہ کو بدعت سے پاک کر کے دین کی تجدید فرماتے گئے۔ آپؒ صرف ایسے مجدّد نہیں ہوئے کہ تجدید دین اور احیائے دین کے سبب تو بہم پہنچائے ہوں لیکن عام خلق اللہ کو اس کی دعوت نہ دی ہو۔ جیسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ قبلہ کہ وہ تمام کچھ مہیا کرایا جس کی دین کو ضرورت تھی اور جس سے شاہراہ صراطِ مستقیم واضح اور بے خطر ہو چکا تھا۔ لیکن وہ ایک عام دعوت نہ دے سکے جس کیلئے وہ سب کچھ مہیا کیا گیا تھا۔ خواہ فرصت نہ ملی، خواہ اس کی استعداد ہی ودیعت نہ فرمائی گئی۔ اسی وجہ سے بعض اکابر نے کھلا اقرار کیا ہے کہ شاہ صاحبؒ نے مجددین کا خاکہ پیش کیا۔ اور سید صاحب شہیدؒ اور اسمٰعیل شہیدؒ ان کے مجددیت کے مہتمم ہوئے۔ گویا مجددیت کے کام کو تین ہستیوں نے سرانجام دیا۔ تاہم وہ ابھی تک ویسے بار آور نہ ہوئی جیسے چاہئے تھی۔ بخلاف مجدد الف ثانی کے کہ تھوڑا بہت جو کچھ ان کی نگاہوں میں تھا یا جس کے لیے وہ منتخب ہوئے تھے، وہ اپنی زندگی میں ختم کر کے تشریف لے گئے۔ ایسی صورت میں فیصلہ کرنا گو مشکل ہے۔ تاہم غور کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کس کا درجہ رشد وارشاد کے اندر بلند ہے۔

ذات کے حصول سے پیشتر صفات واصل ذات ہونے کا باعث ہوا کرتی ہیں لیکن حصولِ ذات کے بعد صفات کی طرف توجہ ذات سے دُوری کا باعث اور حجاب ہوتی ہیں۔ اور جتنا شغل صفات کے اندر زیادہ ہوتا جائے گا، ذات کا تعلق حجاب میں آتا جائے گا۔ خصوصاً ایسے صفات جن کا تعلق وجدان اور ادراک کے ساتھ وابستہ ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی "جب حدیث صحت کو پہنچے بس وہی میرا مذہب ہے" کی صحیح اور مدلل توضیح و تشریح

الفضل الموہبی

فی معنی

"اِذَا صَحَّ الحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ"

تصنیف

فقیہہ اُمت امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ: الشاہ مفتی غلام سرور قادری شیخ الحدیث و مؤسس جامعہ غوثیہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

ناشر

مکتبہ مصباح القرآن لاہور

(جامعہ غوثیہ ٹرسٹ) مین مارکیٹ گلبرگ لاہور فون ۸۷۲۳۹۶۵

Scanned by CamScanner

ہوا یا کفار سوفسطائیہ عندیہ کا میل کہ جس چیز کو ہم جو اعتقاد کرلیں وہ نفس الامر میں ویسی ہی ہو جائے شق خامس پر یہ دونوں استحالے قائم کہ جب اجازت مطلقہ ہے تو عاماً شہراً یوماً در کنار یحلفونہ اناً ویحرمونا اناً لازم اور نیز وقت عمل اعتقاد حرمت وقت ترک اعتقاد وجوب کی اجازت رہی شق سادس وہ خود معقول نہیں بلکہ صریح قول بالتناقضین کہ آدمی جب عمل بالمذہبین جائز جانے گا قطعاً فعل و ترک روا مانے گا اس کا حکم اور اس کا منع بیہودہ ہے معذا یہ شق بھی استحالۂ اولیٰ کے حصہ سے سلامت نہیں اچھا حکم دیتے ہو کہ آدمی نماز

لے ایک چیز کو ایک لحہ حلال اور دوسرے لحہ حرام ٹھیراتے ہیں جیسے جناب طاہر القادری کہ کبھی تو جب وہ جھنگ وکالت کرتے تھے یا کالج میں لیکچرار تھے اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کا جھنگ کے دیوبندی ولوی حق نواز کے ساتھ سرکاری اور شہری معززین کی موجودگی میں مناظرہ کے دوران سیالوی صاحب کے معاون تھے اور دیوبندی مکتب فکر کو گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اس مناظرہ کی جو روداد شائع ہوئی ہے اور مناظرۂ جھنگ کے نام سے کتابی صورت میں اب بھی دستیاب ہے۔ اور سنی کتب خانوں سے مل سکتی ہے اس میں جناب کا اسم گرامی معاونین مناظرہ کی حیثیت سے یوں لکھا ہے "جناب محمد طاہر القادری ایڈووکیٹ" یہ الگ بات ہے کہ مناظرہ کے ختم ہونے کے بعد جناب خفیہ طور پر دیوبندی مولوی حق نواز سے جا کر ملے اور ان کے خلاف مناظرہ میں شمولیت اور معاونت پر معذرت خواہی فرمائی یہ ثقہ کی خبر ہے جو جناب کے سامنے شہادت لانے کو تیار ہیں تو دیوبندی مکتب فکر کے لوگ جناب کے نزدیک پہلے گستاخ رسول تھے اب دوسرا وقت یہ بھی آگیا کہ وہ جناب کے منہاج القرآن کے ممبر بھی ہیں اور آپ فخریہ طور پر فرماتے ہیں "ہمارے ممبران میں دیوبندی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے اور فرماتے ہیں کہ "میں تکفیری فہم کا فرد نہیں ہوں (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء) (باقی اگلے صفحہ پر)

سرور الخاطر الفاتر

فی نداء

یا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ

از

جناب مولانا حافظ سید احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۰ اردو بازار لاہور

Scanned by CamScanner

آپ ہماری فریاد رسی کریں آپ سچے خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں سو اب ہم بعض ان علماء سے استناد کرتے ہیں جو کہ منکرین کے مستند اور مسلم ہیں اور یہ الزامی دلائل ہیں۔

دلیل اول۔ مولوی محمد قاسم صاحب ناظم مدرسہ دیوبند مرحوم جن کو قاسم العلوم اور بڑے بڑے القاب دیے جاتے ہیں اور فی الواقع مخالفین اسلام کے لیے ایک زبردست اسلامی طاقت ثابت ہوئے تھے وہ اپنے قصائد قاسمیہ مطبوعہ مراد آباد کے صفحہ ۸ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں استمداد کرتے ہیں ؎

اگر جواب دیا بیکسوں کو تو نے بھی — تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام — کرے گا یا نبی اللہ کیا میری یہ پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

ذرا آخر شعر کو ملاحظہ فرمائیے کہ کیا کہہ رہے ہیں۔

دلیل دوم۔ جناب حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ مہاجر مکہ جو کہ مولوی قاسم صاحب و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب وغیرہم دیوبندی علماء کے بالخصوص پیر و مرشد ہیں جن کی بے حد تعریف کرتے ہیں وہ جب ہندوستان واپس آئے تھے تو انہوں نے ایک قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں یوں عرض کیا تھا ؎

گرچہ ہوں نہ قابل واں کے پر امید ہے تم سے — کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ
طرح گرداب غم میں نا خدا ہو کر — میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
ہو چکا ہوں میں — بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو — بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

علاوہ اس کے دیگر علماء فضلاء سلف و خلف سے استغاثہ آنحضرت صلی

مُطالعۂ پاکستان

و

جنرل سائنس

برائے نصاب ثانویہ عامہ

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان رجسٹرڈ

Scanned by CamScanner

مسلمان حکومتوں میں تخت نشینی کا کوئی اصول نہ تھا جب ایک بادشاہ مرجاتا تو اس کے بیٹوں میں تخت نشینی کی جنگ چھڑ جاتی تھی۔ تخت کے حصول کے لیے خانہ جنگی نے مسلم سلطنت کو بہت کمزور کر دیا اور ایسی لڑائیوں میں کئی شہزادے' امرا اور تجربہ کار سپہ سالار مارے جاتے تھے۔

سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں یورپ میں کئی علمی انقلاب آئے اور جدید علوم کے ذریعے نئے راستے تلاش کیے گئے۔ نئی ایجادات اور جنگ کے لیے نئی اشیاء اور آلات جنگ بنائے گئے لیکن مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی اور وقت کے تقاضوں کا ساتھ نہ دے سکے۔

مغل حکمرانوں کے مقابلے میں اقوام یورپ نے بحریہ کی طرف خاص توجہ دی اور ان کے بحری بیڑے دنیا بھر کے سمندروں میں منڈلانے لگے۔ ان حالات میں مغل بادشاہوں کو چاہیے تھا کہ وہ بھی ایک طاقتور بحری بیڑا تیار کرتے' لیکن انھوں نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ مغلوں کی بحری قوت کی عدم موجودگی میں پرتگیزوں' انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ساحلی علاقوں میں اپنے قدم جما لیے اور مقامی راجاؤں اور نوابوں کی باہمی آویزش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے ایک بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

مغلوں کے دور زوال میں برصغیر میں مسلمانوں کا درد رکھنے والے کئی بزرگوں نے اصلاح احوال کا بیڑا اٹھایا۔ ان بزرگوں میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ (سن وفات 1762ء)' شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (سن وفات 1824ء)' سید احمد بریلویؒ (سن وفات 1831ء) اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ (سن وفات 1831ء) خاص طور پر مشہور ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ کر کے اور حدیث شریف کے درس و تدریس کے ذریعے مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ ان کی تصانیف نے مسلمانوں میں فکر و عمل کی نئی روح پھونک دی۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مسلمانوں کو مرہٹوں کے تسلط اور مظالم سے نجات دلانے کے لیے افغانستان کے حکمران احمد شاہ ابدالی اور روہیل کھنڈ کے والی نواب نجیب الدولہ (سن وفات 1773ء) سے مدد مانگی۔ ان دونوں حکمرانوں نے 1761ء میں پانی پت کے تاریخی میدان میں مرہٹوں کو شکست فاش دے کر مسلمانوں کو کچھ عرصے کے لیے غیر مسلمانوں کے تسلط سے آزاد کرا لیا۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند اور جانشین شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

Scanned by CamScanner

(سن وفات 1824ء) نے اپنے والد کے مشن کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ آگے بھی بڑھایا۔ انہوں نے مجاہدین کی ایک مخلص جماعت تیار کی اور سید احمد بریلوی کو ان کی کمان سونپی۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے بھائیوں' شاہ رفیع الدینؒ (سن وفات 1817ء) اور شاہ عبدالقادرؒ (سن وفات 1814ء) نے قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ کر کے اسے عوام کے لیے قابلِ فہم بنایا۔

سید احمد بریلویؒ اور ان کے دو نامور مریدوں' شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحیؒ نے برصغیر سے انگریزوں کے اخراج' اسلامی حکومت کے قیام اور اسلامی اقدار کی حفاظت کے لیے جہاد شروع کیا۔ انہوں نے اپنے کام کا آغاز صوبہ سرحد سے کیا اور اسے سکھوں کے تسلط سے آزاد کرا لیا۔ ان کا اگلا قدم پنجاب کو سکھوں کے قبضے سے آزاد کرانا تھا۔ اسی جدوجہد میں سید احمد بریلویؒ اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ نے 6 مئی 1831ء کو بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

بنگال میں حاجی شریعت اللہ اور تیتو میر نے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی دوہری غلامی سے نجات دلانے کا بیڑا اٹھایا۔ ان کی کوششوں سے بنگال میں اسلامی اقدار کو فروغ ملا اور لوگ غیر اسلامی رسم و رواج ترک کر کے شریعت پر عمل کرنے لگے۔

لاہور کے مسلمانوں نے سکھوں کے مقابلے کے لیے "حیدری فوج" قائم کی۔ دوسرے مقامات پر بھی مسلمانوں نے اپنی ہمت کے مطابق غیر مسلموں کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے کوشش کی۔ بدقسمتی سے اس وقت مرکز میں کوئی ایسا قابل حکمران نہ تھا جو قیادت فراہم کر سکتا۔ اس لیے مسلمانوں کی کوششوں کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔

ایک ہزار سالہ بادشاہت کی وجہ سے مسلمان معاشرہ بنیادی طور پر چونکہ جاگیردارانہ بن چکا تھا۔ اس نے یورپ کے جدید صنعتی معاشرے کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا۔ مسلمانوں کے مقابلے میں ہندو معاشرہ طویل عرصے تک حکومت سے محروم رہنے کی وجہ سے کاروباری بن چکا تھا۔ وہ دکانداری' تجارت اور دیگر کاروبار میں دلچسپی لیتا تھا۔ اس طرح غیر محسوس طریقے سے برصغیر میں ہندو معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے منظم اور کامیاب ہو رہے تھے۔

انگریز تجارت کی غرض سے برصغیر آئے تھے۔ وہ یہاں کے حالات سازگار دیکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے معاملات میں دخل اندازی کے ذریعے اپنا اثر و رسوخ

Scanned by CamScanner

مولانا اسماعیل دہلوی

اور

تقویۃ الایمان

تصنیف

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

صفہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ- اُردو بازار- لاہور فون: 7324210

Scanned by CamScanner

مولانا اسماعیل دہلوی

ولادت : ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۹۳ھ ؛ ۳۰ مارچ ۱۷۷۹ء، مقام پھلت ضلع مظفر نگر میں ،

وفات : ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۴۶ھ ، ۷ مئی ۱۸۳۱ء مقام بالاکوٹ ، سرحد میں ،

عمر : قمری حساب سے ۵۳ سال ۷ ماہ ۱۲ دن ۔

شمسی حساب سے ۵۲ سال ۱ ماہ ۸ دن ۔

آپ کے احوال مستقلاً یا جناب سیّد احمد صاحب کے احوال میں ضمناً بہ کثرت لکھے گئے ہیں۔ میں اختصار کے ساتھ بعض احوال لکھتا ہوں.

آپ نے ابتدائی کتابیں اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالغنی فرزندِ اصغر حضرتِ شاہ ولی اللہ سے پڑھیں۔ اُن کی وفات ۱۲۰۳ھ میں ہوئی، پھر آپ کی تربیت آپ کے اَعمامِ گرامی شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے سپرد ہوئی، بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کے چھوٹے چچا شاہ عبدالقادر کو آپ سے بیشتر تعلق تھا اور انھوں نے اپنی نواسی کلثوم سے آپ کا عقد نکاح کیا۔ سولہ سال کی عمر میں کسبِ علوم سے فارغ ہوئے۔

میں نے خوردسالی میں کہن سال افراد سے سُنا ہے کہ شاہ عبدالعزیز مولانا اسحاق اور مولانا اسماعیل کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے تھے : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ، "شکر ہے اللہ کو جس نے بخشا مجھ کو بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق"۔

اسماعیل آپ کے بھتیجے اور اسحاق آپ کے نواسے دونوں بہ منزلۂ اولاد۔

آپ کا خاندان علمی تھا اور سارے ہندوستان میں مشہور و محترم تھا۔ آپ کے جدِّ امجد حضرت شاہ ولی اللہ علمِ ظاہر اور علمِ باطن میں کمال حاصل کرنے کے بعد حرمین شریفین ۱۱۴۴ھ میں تشریف لے گئے۔ وہاں علمِ ظاہر علمائے اعلام سے خاص کر علّامہ ابوطاہر جمال الدین محمد بن برہان الدین ابراہیم مَدَنی، کُردی، کُوْرَانی، شافعی سے درجۂ اکمال و تکمیل کو پہنچایا اور باطن کا تصفیہ، تزکیہ، صیقل اور جِلاء بیت اللہ المبارک، آثارِ متبرّکہ، مَشَاہِدِ مُقدّسہ اور روضۂ

Scanned by CamScanner

بزرگوار حضرات علماء کرام بالخصوص حضرات علماء کرام دیوبند سے تحقیق مسئلہ فرما
کر فتوی دیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو
بعد طلاق یہ الفاظ کہے ۔ چھوڑی چھوڑی یعنی دو دفعہ یہ لفظ کہے ۔ تو یہ طلاق
بائن کنائی ہے ۔ صریح نہیں چنانچہ حضرات علماء کرام دیوبند کا فتوی اس کا مؤید
ہے ۔ نقل فتوی دیوبند حسب ذیل ہے

نقل فتوی دیوبند

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے یا حالتِ غصہ میں یا طلاق کی بابت
کہتے لکھے چھوڑی چھوڑی ، تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی ۔ کیونکہ یہ لفظ ترجمہ
مہتاک یا فارقتک کے ہیں اور یہ دو لفظ کنایہ کی تیسری قسم میں سے ہیں
اگر غصہ کی حالت اور طلاق کا ذکر نہ ہو ۔ تو نیت پر موقوف ہے کنایات میں طلاق
بائن واقع ہوتی ہے ۔ اور ایک طلاق بائنہ پر دوسری واقع نہیں ہوتی ۔ کما
فی الدر المختار ۔

لا یلحق البائن البائن اذا امکن جعلہ اخبارا عن الاول کانت
بائن الخ وھکذا فی الشامی جلد ثانی صفحہ ۴۱۱ فقط واللہ اعلم

حررہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۔ الجواب صحیح ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح شبیر احمد عفا اللہ عنہ ۔ الجواب صحیح فقیر اصغر حسین عفی عنہ
الجواب صحیح محمد رسول خان عفی عنہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ

(دیوبند)

ہندو مذہب سے تائب ہو کر مسلمان ہوئے اور اکثر دینی کتابیں پنجاب
میں پڑھ کر دار العلوم دیوبند میں جا کر سند فضیلت حاصل کی اس
وقت موضع شورکوٹ ضلع اسمٰعیل خاں میں مقیم ہیں اور اکثر اوقات
درس اور تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔

مولوی شیخ غلام رسول صاحب۔ سکنہ واڑہ سیہڑاں حضور حضرت
صاحب کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے اور دینی کتابیں مختلف
جگہوں پر پڑھ کر دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی حضور حضرت
صاحب نے تبوہ پروری فرما کر شیخ صاحب مذکور کی شادی بھی کرا
دی چند روز شیخ صاحب درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اور
پھر حکمت کے کاروبار میں مشغول ہو گئے تا حال حکمت اور ادویات
کا کام کر رہے ہیں۔

مولوی شیخ محمد دین صاحب۔ جو کہ سکھ مذہب کے پیروکار
تھے۔ اور شاستری وغیرہ اور ہندو اور سکھ مذہب کی کتابوں سے
واقف تھے حضور حضرت صاحب کے ہاتھ مبارک پر نہایت صدق
اور اخلاص سے مسلمان ہوا اور دینی علوم حاصل کئے۔

مولوی شیخ سعد الدین صاحب۔ سکنہ ادرہ ہندو مذہب
سے توبہ کی حضور کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ضروری دینی کتابیں

ہندو مذہب سے تائب ہو کر مسلمان ہوئے اور اکثر دینی کتابیں پنجاب
میں پڑھ کر دار العلوم دیوبند میں جا کر سند فضیلت حاصل کی اس
وقت موضع شورکوٹ ضلع اسمٰعیل خاں میں مقیم ہیں اور اکثر اوقات
درس اور تدریس میں مشغول رہتے ہیں ۔

مولوی شیخ غلام رسول صاحب ۔ سکنہ واڑہ سیہڑاں حضور حضرت
صاحب کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے اور دینی کتابیں مختلف
جگہوں پر پڑھ کر دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی حضور حضرت
صاحب نے تہوہ پروری فرما کر شیخ صاحب مذکور کی شادی بھی کرا
دی چند روز شیخ صاحب درس و تدریس میں مشغول رہے ۔ اور
پھر حکمت کے کاروبار میں مشغول ہو گئے تا حال حکمت اور ادویات
کا کام کر رہے ہیں ۔

مولوی شیخ محمد دین صاحب ۔ جو کہ سکھ مذہب کے پیروکار
تھے ۔ اور شاستری وغیرہ اور ہندو اور سکھ مذہب کی کتابوں سے
واقف تھے حضور حضرت صاحب کے ہاتھ مبارک پر نہایت صدق
اور اخلاص سے مسلمان ہوا، اور دینی علوم حاصل کئے ۔

مولوی شیخ سعد الدین صاحب ۔ سکنہ ادرہ، ہندو مذہب
سے توبہ کی حضور کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ضروری دینی کتابیں

فرقہ پرستی کا خاتمہ

کیونکر ممکن ہے؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

Scanned by CamScanner

اجل ذلک قالها ام لا؟ نے کلمہ دکھاوے کے لئے پڑھا ہے۔

(سنن ابی داؤد، ۳:۴۵، کتاب الجھاد باب علی ما تقاتل المشرکون، رقم حدیث: ۲۶۴۳)

اس سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے طے ہوگیا کہ دل کا حال خدا اور اس کے احلام سے اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اب کسی کا یہ دعویٰ کرنا کے فلاں کلمہ گو منافق اور کافر ہے اپنے آپ کو خدا اور رسول کے مسند پر بٹھانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟

مخلوق میں صرف حضور رسالتمآب ﷺ ہی کامل مخبر صادق ہیں

رب العلمین نے اپنے پیارے نبی کو قیامت تک پیش آنے والے تمام واقعات سے باخبر کر دیا اور تمام انسانوں کے ظاہری و باطنی اعمال ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ظاہر کر دیئے تا کہ وہ ان کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہو کر موثر طریق پر ان کی اصلاح اور علاج کر سکیں۔

وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (التوبہ ۹:۱۰۵)

اور فرما دیجئے تم عمل کرو عنقریب تمہارے عمل کو اللہ (بھی) دیکھ لے گا اور اسکا رسول (بھی) اور اہلِ ایمان (بھی)۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ حقیقت منکشف کر دی گئی ہے کہ کون مومن ہے اور کون کافر۔ جب یہ بات منافقوں نے سنی تو تمسخر آمیز انداز میں طعنہ زنی کرنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے جو قیامت تک کے حالات سے آگاہ ہونے کا دعوٰے کرتا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ ہم کیا ہیں حدیث کے الفاظ ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، آدم علیہ السلام کی طرح مجھ پر میری امت اپنی

Scanned by CamScanner

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے (ابراہیم ۳۴)

نعمۃ الباری

فی

شرح صحیح البخاری

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث، دار العلوم نعیمیہ، کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ)

۳۸۔ اردو بازار لاہور

Scanned by CamScanner

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضرر کو بددعاء کہنے کا عدم جواز

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سات کافروں کا نام لے کر ان کے خلاف دعائے ضرر فرمائی، بعض اُردو کے سیرت نگاروں نے اس حدیث میں ''دَعَا عَلَيْهِمْ'' کا ترجمہ کیا ہے: ان پر بددعا کی۔

دیوبندی شارح سید احمد رضا بجنوری نے لکھا ہے:

ان سرکش کفار پر یہ بات بڑی شاق گزری کہ آپ نے ان پر بددعا کی۔ (انوار الباری ج ۸ ص ۱۴۶)

شیخ تقی عثمانی نے لکھا ہے:

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی تو یہ بات ان کو بہت گراں گزری۔ (انعام الباری ج ۲ ص ۳۹۳)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فعل بد نہیں ہے، اس لیے آپ نے جو دعائے ضرر کی، اس کو بددعا کہنا ناجائز اور گناہ ہے، آپ کا ہر فعل حسن اور واجب الاتباع ہے، ہم اس سے پہلے بھی اس پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

اس اشکال کا جواب کہ آپ کی پشت پر نجاست ڈال دی گئی تو پھر آپ کیوں نماز پڑھتے رہے؟

اس حدیث میں ہے: آپ کی پشت پر ''سلٰی'' رکھی گئی تھی، یعنی وہ غلاف جس میں اونٹنی کا بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے، شرح صحیح مسلم میں میں نے ''تاج العروس'' ج ۱۰ ص ۱۸۳ کے حوالے سے ''سلٰی'' کا یہی معنی لکھا تھا اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے لیکن میں نے لکھا تھا کہ اس سے مجازاً اوجھڑی مراد ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے: اس میں خون اور گوبر بھی تھا اور گوبر اوجھڑی میں ہوتا ہے، تاہم اب میری رائے بدل گئی ہے کہ بلاوجہ اس کو مجاز پر محمول کرنا درست نہیں ہے اور ''سلٰی'' سے مراد اس کا حقیقی معنی ہی ہے اور اونٹنی کے پیٹ میں ''سلٰی'' کے اندر کچھ خون اور گوبر منتقل ہو گیا ہو تو یہ کچھ بعید نہیں ہے، اب یہاں یہ سوال ہے کہ جب ''سلٰی'' میں گوبر اور خون وغیرہ تھا اور وہ نجس ہیں، نیز وہ مشرکین کا ذبیحہ ہونے کی وجہ سے بھی نجس تھی تو اس نجاست کے ڈال دینے کے بعد آپ نماز کس طرح پڑھتے رہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آپ سجدہ میں تھے اور آپ کو پتا نہیں تھا کہ آپ کی پشت پر کیا ڈالا گیا ہے۔

اوجھڑی کھانے کا شرعی حکم

بعض دلائل اوجھڑی کھانے کی تحریم کا تقاضا کرتے ہیں، کیونکہ اوجھڑی گوبر کا محل ہے تو جس طرح مثانہ پیشاب کا محل ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح گوبر کا محل ہونے کی وجہ سے اوجھڑی کو مکروہ تحریمی ہونا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ نے اس دلیل کی وجہ سے اوجھڑی اور آنتوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۶، مکتبہ رضویہ کراچی) اور بعض دلائل اوجھڑی کی حلت کا تقاضا کرتے ہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال جانور کی صرف سات چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، باقی چیزیں بلا کراہت حلال ہیں اور چونکہ اوجھڑی ان سات چیزوں میں نہیں ہے، اس لیے وہ بلا کراہت حلال ہے، سات چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کے متعلق یہ حدیث ہے:

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کی سات چیزوں کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتے تھے: (۱) خون (۲) فرج (۳) خصیتین (۴) غدود (۵) ذکر (۶) مثانہ (۷) پتہ۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۵۳۵، سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۷، مراسیل ابوداؤد ص ۱۹، المعجم الاوسط: ۷۶۰۹، الجامع الصغیر: ۱۶۷، الکامل لابن عدی ج ۵ ص ۱۲)

اور جب کسی چیز کی حلت اور حرمت میں دلائل متعارض ہوں تو وہ مکروہ تنزیہی ہوتی ہے، نیز ایک حدیث میں ہے: حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بکری کے معدہ کا ایک ٹکڑا کھایا، وہ حدیث یہ ہے:

Scanned by CamScanner

تذکرۂ

مظہر مسعود

پروفیسر محمد مسعود احمد

مدینہ پبلشنگ کمپنی
بندر روڈ — کراچی

Scanned by CamScanner

بگڑنے کی تصویر ہے، بلکہ اسی زندگی کا ساختہ و پرداختہ ہے، اسی زندگی کے ساز و سامان سے آراستہ ہے، وہاں کے گلزار و خارستان کیلئے پھول اور کانٹے یہیں سے لے جاتے ہیں۔" (مولانا حامد حسن قادری، خیابان اقبال، ص ۲۳۸)

لیکن یہ نہ بھولنا چاہیئے مادّی اسباب کی بنا پر شخصیت کو جو عظمت حاصل ہوتی ہے وہ حقیقی نہیں عارضی ہے کیوں کہ اساس عظمت سیرت سے خارج ہے، اصل عظمت وہ ہے جس کی بنیاد خود انسانی سیرت میں موجود ہو ع صفائے دل کو کیا آرائش رنگ تعلق سے!

کامیاب وہ نہیں جس نے عیش فراواں کے سامان مہیا کئے، تاریخ کے اوراق عیش سامانیوں کے متحمل نہیں بلکہ کامیاب وہ ہے جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے اپنی سیرت کو کندن بنایا اور اس طرح چمکا کہ اس کی روشنی سے دوسرے بھی چمکنے لگے۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ❊ اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

پاک و ہند میں بیشمار عظیم ہستیاں گزری ہیں، کتب سوانح پڑھ کر ایک نیا جہان نظر آتا ہے کس کس کتاب کا نام گنا جائے، گلزار ابرار، اخبار الاخیار، مجمع الاولیاء، سفینۃ الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء، سبحۃ المرجان، ابجد العلوم، نزہۃ الخواطر وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک کتاب میں ایک نیا عالم ہے ان کتب سوانح کے مطالعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ دہلی میں کس کثرت سے علماء و صوفیہ موجود تھے، واقعی دہلی علم و دانش کا مرکز تھی،

تقسیم ہند کے بعد بھی فقاہت، خطابت، سیاست وغیرہ سب ہی میں کوئی نہ کوئی ممتاز شخصیت ہمیں موجود تھی مگر رفتہ رفتہ صرف انیس سال کے مختصر عرصہ میں مجلس سونی ہو گئی، کس کس کا نام لیا جائے، مولوی سید احمد، شاہ کرار حسین، خواجہ حسن نظامی، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولوی حفظ الرحمٰن، مولوی احمد سعید، مولوی حبیب الرحمٰن، مولانا عبد الغفار، مولانا عبد السلام نیازی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پھر دہلی سے پاکستان آنیوالے علماء بھی رفتہ رفتہ راہی ملک بقا ہوئے مولوی نسیم احمد، مولانا طاہر حسین، مولانا زاہد القادری، مولانا ناصر جلالی مولانا محمد طاہر اشرف علیہم الرحمہ ؎

یاران رفتہ ہم سے منہ اپنا چھپا گئے
معلوم بھی ہوا نہ کدھر کارواں گیا

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات ٹوٹے دلوں کا سہارا تھی، افسوس صد افسوس اب وہ

(۳)

ایک فتوے میں یہ تین سوالات کئے گئے ہیں :-

۱- یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا ناجائز ؟

۲- یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا کیسا ہے ؟

۳- "قدمی علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" کیا یہ قول حضرت غوث اعظمؒ کا ہے ؟

اعلیٰ حضرتؒ نے ان سوالات کے یہ جوابات تحریر فرمائے ہیں :-

۱- یارسول اللہ ہمراہی درود شریف یا بوقت کسی موقع کے اوپر مزار شریف وغیرہ کے درست ہے اور ہر وقت مثل نشست برخاست کے کہنا جائز ہے،

۲- یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا ممنوع ہے اور قائل کو توبہ کرنی اور تجدید نکاح چاہیئے

۳- اور قدمی ہذا الخ جو کتب میں لکھا ہے کہ قول حضرت غوث پاک کا ہے (رحمۃ اللہ علیہ) اور مطلب اس قول کا یہ ہے کہ مرتبہ حضرت محبوب سبحانیؒ کا اپنے زمانے کے اولیاء سے زیادہ ہے نہ کہ متقدمین اور متاخرین اولیاء سے کیوں کہ اس صورت میں خلاف احادیث کا آتا ہے۔

(ص - ۱۳۰)

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۳ھ

(۴)

ایک فتوے میں یہ استفسار کیا گیا ہے کہ زید کہتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں شفاعت کرنے میں کچھ فوقیت نہیں رکھتے بلکہ شفاعت کے باب میں دیگر صلحاء کے برابر ہیں، اس کے جواب میں اعلیٰ حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں :-

اور یہ کہنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو در باب شفاعت کچھ فوقیت نہیں ہے یہ غلط ہے، اور خلاف ہے احادیث صحیحہ کے اور یہ شخص فاسق ہے چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا، مقام محمود مقام شفاعت ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچ فضیلتیں میرے لیے ہیں کہ پہلے انبیاء میں نہیں ہیں ایک ان میں سے شفاعت ہے ——— اور بہت احادیث ہیں کہ اول باب شفاعت کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلے گا ——— پس اول شفاعت کرنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت اور خصوصیت اور فضیلت ہے، (ص - ۶۹) ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۰۱ھ

Scanned by CamScanner

نے عریانیت کو جبراً عام کیا تو آپ نے اس کی سخت مخالفت فرمائی، اس جرم کی پاداش میں کئی سال قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ بہرکیف حکومت کے دباؤ کے باوجود حضرت ضیاء المشائخ اپنے مسلک پر مستقیم رہے اور ذرا متزلزل نہ ہوئے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

حضرت شاہ محی الدین عبداللہ ابوالخیرؒ

حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور و معروف شیخ طریقت اور صاحب کشف بزرگ تھے، ترکمان دروازہ (دہلی) کے قریب خانقاہ مظہریہ سعیدیہ میں مستقلاً اقامت گزیں تھے، یہ وہی خانقاہ ہے جہاں شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث دیا کرتے تھے اور بانی مدرسہ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے حضرت شاہ صاحب کا شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ یہ دونوں حضرات اس خانقاہ کا اس قدر احترام کرتے کہ جب کبھی تشریف لاتے تو جوتیاں گلی میں اتار کر خانقاہ میں داخل ہوتے حالاں کہ خانقاہ کے اندر عام طور سے لوگ جوتیاں لیجاتے ہیں اور مسجد و درگاہ کے قریب اتارتے ہیں، مگر یہ حضرات احترام و تکریم میں سب پر سبقت لے گئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی ولادت ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۷۲ھ میں خانقاہ شریف میں ہوئی۔ (انساب الطاہرین) والد ماجد کا اسم گرامی شاہ محمد عمرؒ اور جد امجد کا اسم شریف شاہ احمد سعیدؒ تھا آپ نسباً فاروقی ہیں، سلسلۂ نسب آٹھ واسطوں سے ہندوستان کے مشہور عالم اور صوفی حضرت شیخ احمدؒ سرہندی مجدد الف ثانی تک پہنچتا ہے،

حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و تقوی اور بزرگی کا دہلی میں بڑا چرچا تھا، آپ بڑی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کے ساتھ رہتے تھے، ارتضی حسین المعروف بہ ملا واحدی نے چشم دید حالات اس طرح قلم بند کئے ہیں :-

"شاہ ابوالخیر جلالی درویش تھے، پٹھانوں کی عقیدت مندی نے دربار رعب بنا دیا تھا، باہر نکلتے تو ساٹھ ستر پٹھان جلو میں ضرور ہوتے، خانقاہ کے دروازے پر بھی پٹھانوں کا پہرہ رہتا تھا، دلی والے شاہ ابوالخیر سے بڑا حسن ظن رکھتے تھے"۔ (ص - ۳۲۴)

لیکن باوجود اس تعیش و بدیہ کے نمود و نمائش سے کوسوں دور تھے اور اہل دول کی صحبت سے بھی بچتے رہتے تھے چناں چہ ۱۹۱۱ء میں دربار دہلی کے موقع پر میرٹھ جاکر گوشہ نشین ہو گئے تھے کہ ہندوستان کے مختلف گوشوں سے آنے والے اہل دنیا پریشان نہ کریں۔ میرٹھ کے زمانۂ قیام میں مؤتمر النصاریٰ کے نام سے ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے خود شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ تشریف لائے، مولانا اشرف علی کے برادر حافظ محمد احمد صاحب بھی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ان حضرات کی حاضری سے حضرت شاہ صاحب کے مقام اور مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے، مشاہیر علماء و صوفیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، صوفیہ میں پنجاب کے مشہور بزرگ پیر جماعت علی شاہ، اور اجمیر تانہ کے مشہور و معروف صوفی اور عالم حضرت مولانا رکن الدین شاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، علماء میں شمس العلماء مولوی نذیر احمد، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا ظفر علی خاں وغیرہ حاضر ہوتے رہے ہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت شاہ صاحب کا خاص احترام کرتے تھے۔

بادشاہ اور نوابین تک حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے چناں چہ ۱۹۰۳ء میں میر محبوب علی خاں (تاجدار حیدرآباد دکن) خود آپ سے ملنے آئے شاہان افغانستان امیر حبیب اللہ خان اور غازی امان اللہ خان آپ سے عقیدت رکھتے تھے، والیٔ ریاست رام پور نے بڑی عقیدت سے شاہانہ دعوت دی تھی۔

حضرت شاہ صاحب، حضرت قبلہ قدس سرہٗ سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے تھے حضرت کبھی کبھی ان کی خدمت میں تشریف لے جاتے، حضرت شاہ ابوالخیر صاحب کا معمول تھا کہ صبح دہلی کے روشن آراء باغ میں تشریف لیجاتے اور علیحدہ ایک گوشہ میں مراقب ہو جاتے حضرت قبلہ علیہ الرحمہ بھی تشریف لیجاتے اور ساتھ ہی ذرا پیچھے ہٹ کر مصلے بچھاتے اور مراقب ہو جاتے یہ کیفیت ایک عرصہ رہی، ایک دن حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "اب تو تم ہمارے مرید ہو ہی گئے"۔ یہ واقعہ خود حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے شاہ ابوالخیرؒ کے صاحبزادے حضرت زید صاحب سے بیان فرمایا، موصوف نے راقم سے بیان فرمایا، ایک ملاقات کا عجیب و غریب واقعہ حضرت شاہ صاحب کے صاحبزادے حضرت زید صاحب نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:۔